صوبائی اسمبلی شمال مغربی سرحدی صوبہ

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز سوموار مورخہ 8 اکتوبر 2007ء بمطابق 25 رمضان المبارک 1428 ہجری صبح دس بجکر پینتیس منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، بخت جہان خان مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیمِ۔

وَلَا تَهِنُواْ وَلَا تَحۡزَنُواْ وَأَنتُمُ ٱلۡأَعۡلَوۡنَ إِن كُنتُم مُّؤۡمِنِينَ O إِن يَمۡسَسۡكُمۡ قَرۡحٞ فَقَدۡ مَسَّ ٱلۡقَوۡمَ قَرۡحٞ مِّثۡلُهُۥۚ وَتِلۡكَ ٱلۡأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيۡنَ ٱلنَّاسِ وَلِيَعۡلَمَ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَيَتَّخِذَ مِنكُمۡ شُهَدَآءَۗ وَٱللَّهُ لَا يُحِبُّ ٱلظَّٰلِمِينَ O وَلِيُمَحِّصَ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَيَمۡحَقَ ٱلۡكَٰفِرِينَ۔ صدق اللہ العظیم۔

(ترجمہ): اللہ کے نام سے شروع جو عام بخشش والا خاص مہربان ہے۔ دل شکستہ نہ ہوں اور نہ غم کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم سچے مومن ہو۔ اس وقت اگر تمہیں چوٹ لگی ہے تو اس سے پہلے ایسی چوٹ تمہارے مخالف فریق کو بھی لگ چکی ہے۔ یہ تو زمانہ کے نشیب و فراز ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں۔ تم پر یہ وقت اس لئے لایا گیا ہے کہ اللہ دیکھنا چاہتا ہے کہ تم میں سچے مومن کون ہیں؟ اور ان لوگوں کو چھانٹ لینا چاہتا ہے جو واقعی سچے گواہ ہوں کیونکہ ظالم لوگ اللہ کو پسند نہیں ہیں اور وہ اس آزمائش کے ذریعہ سے مومنوں کو الگ چھانٹ کر کافروں کی سرکوبی کر دینا چاہتے ہیں۔ وآخِرُ الدَعوَانا أَنِ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ۔

جناب اسرار اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی اسرار اللہ خان صاحب۔

جماعت اسلامی کے اراکین کے استعفوں اور وزیر اعلیٰ کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش ہونے کی بابت آئینی بحران کے حوالے سے نکتہ اعتراض

جناب اسرار اللہ خان: شکریہ سر۔ سر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ جماعت اسلامی کے استعفوں کے بعد اس ہاؤس میں وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس اکثریت نہیں رہی اور میری آپ سے گزارش ہو گی کہ آپ مجھے رولنگ دیں کہ گورنر صاحب آرٹیکل (5) 130 کے نیچے وزیر اعلیٰ صاحب سے کہیں کہ وہ ہاؤس سے اپنی جو میجارٹی ہے Of the total membership of the Assembly، وہ Vote of confidence لیں۔ میں اس پر آپ کی رولنگ چاہوں گا۔ اگر آپ کہیں گے کیونکہ آپ کا وقت قیمتی ہے اور اور بھی ایجنڈا ہے تو Relevant clause میں آپ کے لئے پڑھ سکتا ہوں۔

'The Chief Minister shall hold office during the pleasure of the Governor, but the Governor shall not exercise his powers under this clause unless he is satisfied that the Chief Minister does not command the confidence of the majority of the members of the Provincial Assembly, in which case he shall summon the Provincial Assembly and require the Chief Minister to obtain a vote of Confidence from the Assembly."

تو میری سر، آپ سے گزارش ہو گی کہ آپ گورنر صاحب سے کہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کو Vote of Confidence کا کہیں۔ شکریہ۔

سردار محمد ادریس (وزیر بلدیات و دیہی ترقی): جناب سپیکر! آج آپ نے جو دن مختص کیا تھا وہ چونکہ چیف منسٹر صاحب کے خلاف No confidence motion move ہوا ہے تو لہذا سب سے پہلے بجائے اس کے کہ آپ Call attention notices لیں اور ان کو اجازت دیں، آپ۔۔۔۔

جناب اسرار اللہ خان: سر! یہ Constitutional provision ہے اور اس کے۔۔۔۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: پہلے تو جو حزب اختلاف نے ان کے خلاف عدم اعتماد پیش کی ہے، اس پر بات ہو جائے، اس پر رائے شماری ہو جائے۔ اس کے بعد۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے جس آرٹیکل کا حوالہ دیا ہے، وہ۔۔۔۔۔

جناب اکرام اللہ شاہد: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی!

جناب وجیہہ الزمان خان: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!

جناب اکرام اللہ شاہد: دا کوم پوائنټ آف آرډر چې ئے پیش کړو سر، دا بالکل Valid دے او دا دوئ د Constitution د آرټیکل 130 لاندې تاسو نه رولنګ غوښتې دے۔ زمونږ مهربان سردار ادریس صاحب وائی چې دا Call attention دے نو دا Call attention نه وو، دا پوائنټ آف آرډر وو او په دې به تاسو د رولز او د Constitution مطابق خپله فیصله ورکوئ۔ خبره دا ده چې د دې په حواله او د دې په تسلسل کښې مونږ دا وایو جې چې دا اسمبلی چې کومه ده د صوبه سرحد، د دې ټول تعداد چې کوم دے نو هغه 124 دے او 124 کښې 36 کسانو استعفیٰ ورکړې ده او زمونږ د معلوماتو مطابق میاں نثار ګل صاحب هم استعفیٰ ورکړې ده او د سپریم کورټ د فیصلې مطابق ملک عمران صاحب Disqualify شوے دے نو دا 38 شو جی او 32 کسانو تحریک عدم اعتماد پیش کړے دے نو دلته دا خبره بالکل کلیئر ده، واضحه ده چې د وزیر اعلیٰ صاحب سره اعتماد پاتې نه شو د اکثریت او بیا نن زمونږه یو خوږ مشر، مولانا شجاع الملک صاحب فرمائیلي دی په پریس کانفرنس کښې چې *"جماعت اسلامی کے بغیر بھی ہم حکومت کر سکتے ہیں"*۔ آئین کښې چې کوم دے، هغه د Total majority of the Provincial Assembly ده او دلته دوئ سره چې ټول تعداد کوم د جمعیت علماء اسلام (ف) پاتې کیږی، هغه تقریباً 37 کسان دی او دوئ له پکار 63 دی نو دا حقیقت بالکل واضح شو۔ په دې وجه مونږ چې کوم تحریک عدم اعتماد پیش کړے وو، هغه په داسې صورتحال کښې وو چې هغه وخت اسمبلی ټوله برابر وه، پوره وه، تعداد برابر وو او هغه د دې د پاره چې زمونږ دې دوستانو دا وئیل چې مونږه دا صوبائی اسمبلی تحلیل کړو او ګورنر ته ایډوائس ورکړو، هغه Situation بدل شو او د اسمبلئ تقدس بحال پاتې شو، دا اسمبلی بحال پاتې شوه او اوس چې کوم دے، د 6 تاریخ هغه موقع هم تیره شوه نو په داسې صورتحال

کښېنې چې اوس نوي چهتيس، اړتيس کسان تلې دی، باقي ديخوا اپوزيشن کښېنې دی او دوئ سره تعداد صرف 36 پاتې شوے دے نو مونږ په دې خپل تحريک عدم اعتماد باندې بالکل زور نه ورکوؤ. هغه مونږ وايو چې هغه به مونږ واپس واخلو، ضرورت د هغې پاتې نه شو او زمونږ مقصد چې کوم دے، هغه حاصل شوے دے. اوس يو خبره دا ده چې يا خو تاسو رولنگ ورکړئ يا مونږ د اسمبلئ نه دا گورنر صاحب ته مطالبه کوؤ، دا د هغه آئينی ذمه داري ده چې هغه به دا صوبه د Constitution مطابق چلوی، هغه د دې صوبې آئينی سربراه دے، د صدر پاکستان نمائنده دے نو مونږ هغه ته دا وايو چې د آئين د Article 130, Clause (5) د لاندې وزير اعلیٰ صاحب ته دا هدايت اوکړی چې هغه د فوراً د صوبائی اسمبلئ نه د اعتماد ووټ واخلی. ډيره مهربانی.

<u>وزیر بلدیات و دیہی ترقی</u>: جناب سپیکر! جہاں تک اکرام اللہ شاہد صاحب نے جو بات کی ہے، ہمیں اکثریت حاصل ہے، ہم وقت پر ان شاءاللہ تعالیٰ اعتماد کا ووٹ حاصل بھی کریں گے لیکن آج کا جو ایجنڈا ایشو ہوا ہے، ایجنڈے کے اوپر آئیں اور اس کے بعد بہت سارے دوسرے معاملات بھی یہاں پر آئیں گے اسمبلی کے اندر اور اس کے بعد Further، اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک Deliberately طور پر ان کو صبح اس بات پر اکسایا گیا ہے کہ وہ اس طرح کی بات کریں اور جہاں تک اس کی بات ہے، ہمارے یہاں پر ایڈوکیٹ جنرل صاحب ہیں، ہم Constitution کا حوالہ بھی دیں گے، اس میں رولز کے اندر بھی ہے اور یہاں پر آپ نے سب کے سامنے رولز کو Suspend بھی کیا ہے اجتماعی مفاد کی خاطر اور جب اسمبلی یا ہاؤس کے اندر جو چیز آجاتی ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ ابھی آپ Basic ایجنڈے کی طرف آئیں اور اس کے بعد پھر ان شاءاللہ تعالیٰ ہم اس ہاؤس کے اندر جب مولانا شجاع الملک صاحب نے یہ کہا ہے کہ ہمیں اکثریت حاصل ہے تو ہمیں اکثریت حاصل ہے۔ ہم جماعت اسلامی کے بغیر یہاں حکومت کر سکتے ہیں ان شاءاللہ۔

<u>جناب وجیہہ الزمان خان</u>: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر!

<u>جناب اکرام اللہ شاہد</u>: پوائنٹ آف آرڈر۔

(شور)

<u>جناب سپیکر</u>: نہیں، تحریک عدم اعتماد کے بارے جو سردار ادریس صاحب نے بات کی ہے۔۔۔۔

(شور)

وزیر بلدیات ودیہی ترقی: جناب سپیکر! میں ایڈوکیٹ جنرل صاحب۔۔۔۔۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب اکرام اللہ شاہد: جناب سپیکرا! زه دا وایمه چې په پوائنټ آف آرډر او په تحریک کال اټینشن کښې ډیر لوئے فرق دے سر او کله چې دا پوائنټ آف آرډر Raise شی نو یا خو به سپیکر هغه خپل Decision چې کوم دے هغه به ور کوی۔۔۔۔

جناب سپیکر: جناب لاء منسٹر صاحب۔

مولانا عصمت اللہ (وزیر مال): جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: آنریبل لاء منسٹر۔

وزیر مال: پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر صاحب۔ جناب سپیکر صاحب! جب پوائنٹ آف آرڈر ہو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ آپ رولز کا مطالعہ کریں۔

وزیر مال: پھر میں نکتہ اعتراض پر بات کرتا ہوں تو یہاں پہ عرض یہ ہے کہ۔۔۔۔۔

جناب اکرام اللہ شاہد: نکتہ اعتراض بھی تو پوائنٹ آف آرڈر ہوتا ہے۔

(قہقہے/تالیاں)

وزیر مال: یہاں پر اصل صورتحال یہ ہے جناب سپیکر، کہ اب ہمارے یہ جو ساتھیوں نے پوائنٹ اٹھایا ہے، اصل میں اس لئے یہ پوائنٹ اٹھایا ہے کہ جن ممبران اسمبلی کے زیر دستخطی وہ عدم اعتماد کی تحریک لائے تھے، آج وہ ساتھی ان کے ساتھ نہیں ہیں۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: بالکل جھوٹ بول رہے ہیں۔۔۔۔۔

وزیر مال: جب وہ ساتھی ان کے ساتھ نہیں ہیں۔۔۔۔۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب! بالکل جھوٹ بول رہے ہیں، ہم سب یہاں پر موجود ہیں اور میں اس پر بات کرنا چاہوں گی۔ جناب سپیکر صاحب!

وزیر مال: تو اب یہ محترم ساتھی شرمندگی سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے تاخیری حربے استعمال کر رہے ہیں۔ لہذا جناب سپیکر صاحب، یہ اسمبلی کے ایجنڈے پر جو پوائنٹ ہے، فرسٹ پوزیشن پر آپ نے جو پوائنٹ رکھا ہے، اس پر رائے شماری کی جائے۔ ان کو آرڈر کریں جناب سپیکر، کہ وہ تحریک عدم اعتماد لائیں اور ثابت کریں ہمارے خلاف اور ہم ثابت کریں گے کہ۔۔۔۔۔

(شور)

جناب وجیہہ الزمان خان: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی وجیہہ الزمان صاحب۔

جناب وجیہہ الزمان خان: شکریہ، جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! میں اپنے ساتھیوں کی باتوں سے اتفاق کرتے ہوئے تھوڑا سا آگے بڑھنا چاہوں گا۔ میں مولانا فضل الرحمان صاحب کا اور اپنے درویش وزیر اعلیٰ صاحب کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ جنہوں نے سابقہ پانچ سال میں ہمارے ہر پروگرام کو تقویت پہنچائی، یہاں تک کہ یہ الیکشن کا مسئلہ، اس میں بھی پہلے تحلیل ہو سکتی تھی، دو تاریخ کا ہمیں خود موقع دیا گیا۔۔۔۔۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: جناب سپیکر صاحب! میری گزارش ہے کہ آپ ایجنڈے کی طرف آئیں اور یہ آپ یہاں پر۔۔۔۔۔

جناب وجیہہ الزمان خان: اور اس کے بعد ہم نے اس موقع کو Avail کیا۔ ہم ان کے مشکور ہیں جو کچھ انہوں نے کیا۔ دوسری بات یہ ہے اگر یہ ہم سے عدم اعتماد کی بات کرتے ہیں تو ہم اپنے ووٹ گنوانے کو تیار ہیں لیکن کس کے سامنے گنوائیں؟ حکومت ہی آگے نہیں ہے۔ پہلے وہ تو ثابت کریں کہ ان کی حکومت ہے اور وہ ووٹ لینے کے قابل ہے تو اس کے بعد ہم کاؤنٹ کروائیں گے۔

(تالیاں)

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: یہ Article 130, Clause (5) کی رو سے This is the obligation of the Governor اس کے سلسلے میں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

ملک ظفر اعظم (وزیر قانون): جی!

جناب سپیکر: یہ آرٹیکل 130 سب آرٹیکل (5)، ہاؤس کی، مطلب یہ ہے کہ اسمبلی کی جس میں Strength تھی اور یہ سب کچھ ہے۔ آپ خود Readout کر لیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر صاحب! میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ "بدلتے ہیں رنگ آسماں کیسے کیسے"۔ جناب سپیکر صاحب! یہ وہ ہاؤس تھا جس میں ہم سب چھوٹے بڑے بھائیوں کی طرح، بہنوں کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ تقریباً پانچ چھ دن کے بعد۔۔۔۔۔

جناب اسرار اللہ خان: سر! تقریریں ہمارے پاس بھی ہیں، اگر وہ آئینی نکتے کے متعلق کچھ کہیں۔

جناب اکرام اللہ شاہد: یہ پوائنٹ آف آرڈر پر بحث کریں۔

وزیر قانون: جی جی، میں اس پر آتا ہوں، پوائنٹ آف آرڈر پر میں آتا ہوں اور میں یہ سوچتا ہوں کہ کس طرح میں اس پوائنٹ آف آرڈر پر آجاؤں؟ (قہقہے/تالیاں) کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ کو تو پوائنٹ آف آرڈر پیش نہیں کرنا چاہیئے تھا کیونکہ آپ کے پارلیمانی لیڈر نے خود جا کر ادھر استعفیٰ جمع کیا اور مجھے تو آپ کی ذاتی دوستی، مجھے شرم آتی ہے کہ آپ تحریک یا پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوتے ہیں۔۔۔۔۔

جناب اکرام اللہ شاہد: سپیکر صاحب! پھر آپ مجھے بھی موقع دیں گے، صرف ایک۔۔۔۔۔

وزیر قانون: سب سے پہلے تو میں سمجھا تھا کہ آپ نے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ایڈوکیٹ جنرل صاحب! آنریبل ایڈوکیٹ جنرل صاحب۔۔۔۔۔

وزیر قانون: جی!

جناب سپیکر: آپ بیٹھ جائیں۔ آنریبل ایڈوکیٹ جنرل صاحب!

وزیر قانون: نہیں جی، میں اس بات پر آتا ہوں۔۔۔۔۔

جناب اکرام اللہ شاہد: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: ایڈوکیٹ جنرل کا Opinion لیتے ہیں۔

جناب اکرام اللہ شاہد: جناب سپیکر! زه صرف دومره عرض کوم چې هر کله یو پوائنټ آف آرډر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: تاسو کښینئ۔ آنریبل ایډوکیټ جنرل صاحب!

جناب ایڈوکیٹ جنرل: جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: یہ جس آرٹیکل کا حوالہ، آرٹیکل 130 سب آرٹیکل (5)۔۔۔۔۔

(شور)

Advocate General: Ji, I got it. I got it.

جناب سپیکر: تو آپ یہ بتائیں ہاؤس کو اسمبلی کے فلور پر کہ یہ Vote of confidence کی نوبت کب آتی ہے، اس کی وضاحت فرمائیں۔

جناب ایڈوکیٹ جنرل: 'Vote of confidence' آرٹیکل 130، سب آرٹیکل (5) کا حوالہ دیا جارہا ہے، اس کو سمجھنے کے لئے آپ کو Background میں جانا پڑے گا کہ آرٹیکل 130 کس وقت عمل میں آتا ہے؟ اگر آرٹیکل 130 کو ہم شروع سے پڑھیں تو اس سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ اسمبلی کا جو پہلا سیشن بلوایا جاتا ہے، ہمیں اس کے سمجھنے کے لئے شروع سے پڑھنا چاہیئے اس کو۔

جناب سپیکر: یہ جب وہ بلایا جاتا ہے تو وہ Sixty days کا ہوتا ہے یہ اس سے متعلق نہیں ہے۔ وہ Sixty days کا ہوتا ہے Within sixty days۔

جناب ایڈوکیٹ جنرل: میں اپنی رائے دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی جی۔

Mr. Advocate General: Article 130. 'The Cabinet'. (1) "There shall be a Cabinet of Ministers, with the Chief Minister at its head, to aid and advise the Governor in the exercise of his functions.

(2) The Governor shall appoint from amongst the members of the Provincial Assembly a Chief Minister who, in his opinion, is likely to command the confidence of the majority of the members of the-----

جناب اسرار اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر۔ یہ تو۔۔۔۔۔

جناب ایڈوکیٹ جنرل: میری رائے کے لئے، اگر آپ میری رائے چاہتے ہیں تو اس آرٹیکل کا حوالہ ضروری ہے۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: آپ سنیں تو صحیح پھر بے شک اس کے بعد اپنی رائے قائم کریں نا۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب ایڈووکیٹ جنرل: کیونکہ آئین کے کسی آرٹیکل کو آپ Isolation میں نہیں لے سکتے۔ آئین کا ایک آرٹیکل کسی دوسرے آرٹیکل کیساتھ Related ہوتا ہے، اس کا تعلق ہوتا ہے۔ اب آرٹیکل 2(A) پر آتے ہیں اور اس سے آپ کو فرق واضح ہو جائے گا۔ “(2A) Notwithstanding anything contained in clause (2), after the twentieth day of March, one thousand nine hundred and eighty eight, the Governor shall invite the member of the Provincial Assembly to be the Chief Minister who commands the confidence of the majority of the members of the Provincial Assembly, as ascertained in session of the Assembly summoned for the purpose in accordance with the provision of the Constitution.” پہلے گورنر کی Discretion تھی، اب وہ Likelihood ختم And the Governor shall call a person who has, لفظ ‘Person’ کو آپ ذہن میں رکھیں، (3) جس کا یہ حوالہ دے رہے ہیں، “The person appointing under clause (2) or, as the case may be, invited under clause (2A) shall, before entering”, Not the ‘Chief Minister’, یہاں بھی لفظ ‘Person’ استعمال ہوا ہے “before entering upon the office, make before the Governor oath in the form setout in the Third Schedule and shall within a period of sixty days thereof obtain a vote of confidence from the Provincial Assembly.” لفظ ‘Majority’ استعمال نہیں ہوا ہے۔ ‘Provincial Assemblies’، اب آتے ہیں آرٹیکل 106 پر، آرٹیکل 106 میں Provincial Assemblies کے ممبران کی تعداد دی گئی ہے جو-----

ایک آواز: کتنی؟

جناب ایڈووکیٹ جنرل: بتاتا ہوں، 124۔ تو یہ آرٹیکل جب گورنر کسی کو Appoint، کسی Person کو Appoint کرتا ہے تو اس کے لئے لازم ہے کہ وہ پراونشل اسمبلی سے، یہاں Majority کا لفظ نہیں ہے، Majority of the members نہیں ہے، جب یہ ووٹ لیا جائے۔ اگر دوبارہ Vote of confidence کی بات آتی ہے تو اس کے لئے جیسے Vote of no confidence، اس میں لفظ اگر آپ 136 دیکھ لیں یا دوسرے بھی یا سپیکر کے Against vote of no confidence، وہاں لفظ ٹوٹل ممبر شپ ہے تو ٹوٹل ممبر شپ وہ ممبر شپ ہے جو آپ کے Active members ہیں، جو In list

ہیں، جوFunctionalہیں۔اب124 ,80کے ہاؤس میں اگر چالیس پچاس یا جتنے ممبران نے بھی استعفے دیئے ہیں، وہ تصور نہیں کئے جائیں گے کیونکہ اس وقت چیف منسٹر۔۔۔۔۔

جناب اسرار اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر، سر۔ سر! میرے خیال میں وہ تقریر جو ہے یا اگر آپ ان کو سن لیں تو پھر مجھے بھی سننے کا موقع دیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ پھر بعد میں آپ۔۔۔۔۔

جناب ایڈوکیٹ جنرل: میں اپنی رائے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب ایڈوکیٹ جنرل: یہ چیف منسٹر اس وقت جس ہاؤس کوCommandکر رہے ہیں، اس کے ممبران کیAt present۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ہاؤس کیDefinitionکریں۔

جناب ایڈوکیٹ جنرل: ہاؤسIn fact، وہ260میںDefineہے، آرٹیکل260۔

جناب سپیکر: یہ بلیک لاء ڈکشنری میں ہے کہ۔۔۔۔۔

جناب ایڈوکیٹ جنرل: بلیک لاء ڈکشنری پر آپ تب جائیں گے جبConstitutionمیں از خود کوئی Definitionنہ ہو۔ آپ آرٹیکل260میں دیکھ لیں، اس میں ہاؤس کیDefinitionہے۔ Article 260 provides، آرٹیکل260میں جو بھی الفاظ، جو بھی تشریحات آئین میں استعمال کی گئی ہیں، اس کی تعریف آرٹیکل260میں ہے۔۔۔۔۔

جناب اکرام اللہ شاہد: یہ کونسا۔۔۔۔۔

Mr. Advocate General: Article 260 of the Constitution-----

(Interruption)

جناب ایڈوکیٹ جنرل: اب آپ کے پاس کونساConstitutionہے؟

(قہقہے)

جناب اکرام اللہ شاہد: یہی جو آپ کے پاس۔۔۔۔۔

جناب ایڈوکیٹ جنرل: نہیں، مطلب ہے کہ شوکت محمود کا ہے، اشفاق کا ہے، کس کا ہے کہ میں Page refer کروں؟

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی پلیز۔

جناب ایڈوکیٹ جنرل: Page 194 جو میرے پاس ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب ایڈوکیٹ جنرل: ہاں، ہاؤس وہ ہے۔ تو ہاؤس کو آپ بلیک لاء ڈکشنری سے یا کسی اور ڈکشنری سے یا اکسفورڈ ڈکشنری سے Define نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ Constitution خود ہاؤس کی Definition provide کرتا ہے، جس میں پارلیمنٹ، نیشنل اسمبلی اور سینیٹ، These come with the definition of House, not the Provincial, تو اس پر۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب ایڈوکیٹ جنرل: اب یہ جو بات تھی، یہ کسی اور حوالے سے عدالتوں کے سامنے آئی ہے۔ Total membership, majority of the total membership اس آئین کے تحت نہیں لیکن اور بھی ایسے جیسے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس ہے تو وہاں ہائی کورٹ نے اس لفظ کی تشریح کی ہے۔ میں پشاور ہائی کورٹ کی ایک Judgment کو ریفر کر رہا ہوں جو رٹ پٹیشن نمبر 46 of 2006 میں Deliver ہوئی تھی اور اس میں یہی ٹوٹل ممبر شپ کا ذکر آیا تھا۔ میں Relevant Para پڑھوں گا کیونکہ یہ Judgment لمبی ہے، Detail ہے لیکن اس وقت جو ایشو اٹھایا گیا ہے، اس سے Relevancy ہے۔ A perusal of the above quoted provision would reveal that expression 'majority votes of total membership of the Council' would mean the members elected. No doubt the total seats in this case were thirty one. جیسے ہماری تعداد ٹوٹل 124 ہے But one being meant for minority was not contested by anybody and as such remain vacant. One another fell vacant due the election of Union Nazim as Tehsil Nazim. The total membership of the Council in this context comes to twenty nine. وہ دو سیٹیں، 31 ٹوٹل ممبر شپ تھی، ایک Contest نہیں ہوا تھا الیکشن، وہ سیٹ

Vacant پڑ گئی تھی اور ایک دوسری سیٹ یونین ناظم نے Vacant چھوڑی تھی، وہ تحصیل ناظم بن گیا تو ہائی کورٹ نے یہ Hold کیا کہ اب جو میجارٹی تصور کی جائے گی وہ 31 سے نہیں ہوگی، وہ 29 سے ہوگی یونین کونسل کی۔ The total membership of the Council in this context comes to twenty nine. The total membership of the Council comes to twenty nine. آپ کی جو اسمبلی ممبران کی تعداد 106 میں دی گئی ہے، وہ 124 ہے لیکن اب Total membership آپ Determine کر رہے ہیں For the vote of confidence for that matter for the vote of no confidence, یہ وہ ممبرشپ ہوگی جو اس وقت ہے۔ وہ نہیں ہوں گے، وہ Exclude کریں گے جنہوں نے Resign کر دیا ہے According to this judgment اور پشاور ہائی کورٹ کی یہ Judgment سپریم کورٹ میں چیلنج ہوئی تھی پھر سپریم کورٹ کا یہ آرڈر ہے، یہ Civil Petition No. 9-b of 2007، اس میں یہی Judgment جس سے جو لوگ Aggrieved تھے، جو یہ سمجھ رہے تھے کہ ممبرشپ اکتیس Consider کرنی چاہیئے تھی اور ہائی کورٹ نے یہ غلط فیصلہ دیا ہے کہ 29 تصور ہوگی، وہ سپریم کورٹ چلے گئے۔ سپریم کورٹ نے بھی ہائی کورٹ کی اس Judgment کو Maintain رکھا کہ ہائی کورٹ نے جو فیصلہ کیا ہے، وہ صحیح کیا ہے۔ یہ ایک فیصلہ، اور اسی طرح کا ایک دوسرا فیصلہ پشاور ہائی کورٹ ہی کا ہے، وہ اگر آپ کہتے ہیں تو وہ بھی بڑا لمبا چوڑا ہے، اس میں بھی یہی چیز ہے-----

جناب اسرار اللہ: سر! اگر مجھے اجازت ہو؟

جناب سپیکر: جی، اسرار اللہ خان گنڈاپور صاحب۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: پوائنٹ آف آرڈر، سر۔

وزیر قانون: جناب سپیکر!

جناب اسرار اللہ خان: مجھے ہاؤس چونکہ دیا گیا ہے۔ سر! ایک تو میں ان کی توجہ چاہوں گا، پہلے تو انہوں نے کہا کہ 260 کے نیچے یہ جو ہماری اسمبلی ہے، یہ ہاؤس ہی نہیں ہے، آپ نے جب بھی Question put کیا ہے ہاؤس کے سامنے، آپ نے ہمیشہ یہی کہا ہے کہ "Is it the desire of the House" تو اس کا

مطلب ہے کہ جو کچھ آپ نے کہا ہے، جو کچھ ہماری کارروائی پچھلے پانچ سال میں تھی، وہ Null and Void ہے۔ نہ ہمارا یہ ہاؤس تھا یہ جو انہوں نے تشریح کی ہے۔۔۔۔۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: جناب سپیکر! یہ جو۔۔۔۔۔

(شور)

جناب اسرار اللہ خان: سر! یہ اگر مجھے سن لیں سر۔۔۔۔۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: وہ جو بات کر رہے ہیں جناب، میں یہ کہتا ہوں کہ پہلے ایجنڈے پر آتے ہیں اور۔۔۔۔۔

(شور)

جناب اسرار اللہ خان: سر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جس طریقے سے الفاظ کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جا رہا ہے۔۔۔۔۔

(شور)

جناب اسرار اللہ خان: اور سر، جس طریقے سے تشریح کی جا رہی ہے کہ جو حوالہ ہے، وہ کوئی ناظمین کے کیس کا ہے اور سر، اگر وہ دیکھیں تو وہ لوکل گورنمنٹ ہے، ایک کافی Subsidiary، نیچے لیول کی ہے۔ پہلے تو انہوں نے یہ احسان ہم پر کیا کہ ایک دن کے لئے آئے اور انہوں نے ہماری اسمبلی اور اس ہاؤس کا وہ جو تقدس تھا اور آپ کے پانچ سال کی رولنگ تھی، وہ ساری کی ساری ختم ہو گئی، Null and void ہو گئی کیونکہ یہ ہاؤس ہے ہی نہیں ان کے مطابق۔ دوسرا جو انہوں نے کہا کہ یہ جو حوالہ دیا گیا ہے، میں کہتا ہوں کہ پہلے تو ہمارے پاس اس کی Authenticated copy نہیں ہے کہ کیا وہ Judgment جو ہے، واقعی سپریم کورٹ/ہائی کورٹ کی ہے؟

جناب ایڈووکیٹ جنرل: میں سر، وہ Provide کر سکتا ہوں، میرے پاس ہے۔

جناب اسرار اللہ خان: کس Context میں ہے؟ سر! ہم نے دیکھی نہیں ہے، ہم نے اس کو سٹڈی کرنا ہے۔ ہمارے پاس جو ریفرنس۔۔۔۔۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ یہ جو Constitutional مسئلہ ہے، ابھی جو بات ہو رہی ہے، اس کو آپ Reserve کر لیں اور ہم اپوزیشن کو۔۔۔۔۔

جناب اسرار اللہ خان: سر! میری یہ گزارش ہو گی۔۔۔۔۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: Next session کے اندر یہ سب کو کاپیاں فراہم کریں گے اور اس کے بعد Detail میں اس پر Discussion کر کے اس Constitutional مسئلے پر بات کر لیں گے۔

جناب اسرار اللہ خان: سر! میری یہ گزارش ہو گی کہ جس طریقے سے انہوں نے تشریح کی ہے، اگر آپ آرٹیکل 55 پر آئیں جو Read with article 127۔۔۔۔۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اس مسئلہ کو۔۔۔۔۔

Mr. Israrullah Khan: "Subject to the Constitution----

وزیر بلدیات: یہ تو Constitutional مسئلہ ہے۔۔۔۔۔

جناب اسرار اللہ خان: سر! اگر مجھے۔۔۔۔۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: اس مسئلہ کو ہم کل یا پرسوں دیکھ سکتے ہیں، آج ایجنڈے کی طرف آ جائیں۔۔۔۔۔

جناب اسرار اللہ خان: سر! یہ رولنگ دیں، اگر وہ وزیر اعلیٰ صاحب رہے ہی نہیں تو ہم عدم اعتماد کس پر کریں گے؟

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ اسے Reserve کر کے کل یا پرسوں لے سکتے ہیں، آج ایجنڈے کی طرف آ جائیں۔

جناب اسرار اللہ خان: اگر وہ وزیر اعلیٰ ہیں ہی نہیں تو ہم عدم اعتماد کس پر کریں گے؟ مجھے یہ پڑھنے کا موقع دیں۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کا فیصلہ جو ایڈووکیٹ جنرل صاحب نے کہا ہے، اس کی کاپیاں بھی کل تمام ممبران صاحبان کو دے دی جائیں گی۔ ابھی کر دیں گے لیکن پہلے اس کی طرف آئیں آپ۔۔۔۔۔

جناب اسرار اللہ خان: سر! میں Constitution کا حوالہ دے رہا ہوں، اگر مجھے بولنے کا موقع دیں۔ Sir, "subject to the Constitution, all decisions of the National Assembly shall be taken by majority of the members present and voting." ٹھیک ہے، یہ جو ہے، یہ Deal کرتا ہے آپ کے Decision کے ساتھ جو کہ Present ہوں۔ آگے چل کر 55(2) میں ہے "If at any time during a sitting of the National Assembly the attention of the person presiding is drawn to the fact that less then one-fourth of the total membership of the Assembly is present, he shall either adjourn the Assembly or suspend." اس کا سر، مطلب یہ ہوا، Article 55, read with Article 127 اس کا سر، مطلب یہ ہوا کہ آپ کا جو پھر کورم ہے، اگر یہ آتا ہے 88 پر تو پھر اس کا Consider 1/4 ہوگا۔ پھر تو اگر 31 کی جو نیچے ہم Requisition کرتے ہیں پھر تو یہ 31 رہے گا بھی نہیں۔ اگر آئندہ ہم جو بھی ہاؤس سمن کریں گے یا Requisition کریں گے تو اس کا تو سر، مطلب یہ ہوگا کہ ہم 88 کو ایک Bench mark مان کے اور اس کے تحت اگر 25 ہوں گے، 20 ہوں گے، اس کے نیچے پھر ہم Requisition کریں گے۔ تو میری یہ Submission ہے کہ یہ جو انہوں نے ٹوٹل ممبر شپ کو Vague کرکے پیش کیا ہے، آرٹیکل 106 کے نیچے ہم 124 ہیں، 124 کا 63 بنے گا اور ان کی جو اکثریت ہوگی، وہ 63 پر ہوگی۔ میں آپ سے رولنگ چاہتا ہوں اس لئے کیونکہ اگر جناب سپیکر،۔۔۔۔۔

جناب اکرام اللہ شاہد: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: یعنی Article 54 read with article 127, one-fourth of the-----

جناب اسرار اللہ خان: آرٹیکل 55۔

جناب ایڈوکیٹ جنرل: اس کے الفاظ یہ ہیں کہ "Subject to the Constitution", اور 'subject to the Constitution' کے معنی یہ ہیں کہ اگر Constitution میں کسی اور بات کے لئے کوئی طریقہ کار دیا گیا ہے تو وہ اپنایا جائے گا۔ آرٹیکل 55 جنرل آرٹیکل ہے۔ سر! آئین میں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے یہ سمجھا دیں، مجھے یہ سمجھا دیں کہ اگر ریکوزیشن کی بات آگئی، ریکوزیشن کی تو اس میں ہم کیا کریں گے پھر یعنی Present، تو کیا اس آرٹیکل کی Violation ہوگی یا نہیں ہوگی؟

جناب ایڈوکیٹ جنرل: Article 55 is subject to the Constitution, ریکوزیشن جو موؤ ہوتا ہے Vote of confidence or vote of no confidence, اس کے لئے Independent Articles ہیں-----

جناب اسراراللہ خان: نہیں تو سر، مطلب ہے کہ ریکوزیشن کتنے پر ہوگا، چوبیس پر ہوگا، بیس پر ہوگا، کتنے پر ہوگا؟

جناب ایڈوکیٹ جنرل: جو آپ کی Existing membership ہے، جو آپ کی Existing membership ہے۔

جناب اکرام اللہ شاہد: جناب سپیکر صاحب! دا ایډوکیټ جنرل صاحب چې کومه خبره کړې ده، جی زه لږ دغه کومه۔ هغه د اردو یو شعر دے جی:

مجھ کو الجھا گیا خیالوں میں — بات وہ کر گیا مثالوں میں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے — خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد

زه دا وایم جی چې دا آرټیکل 130 چې کوم دے، ایډوکیټ جنرل صاحب په هغې باندې بحث اوکړو خو هغوی د آرټیکل 130 چې کوم دے، (1) او (2) او (2A) پورې را غلل-----

(مداخلت)

جناب اکرام اللہ شاہد: دغه سلسله خو ختمه شوې ده جی، مونږه خو پوائنټ آف آرډر Raise کړے دے سر، هغه خو آرټیکل 130 کلاز (5) دے او کلاز (5) زه وایمه سر، "The Chief Minister shall hold office during the pleasure of the Governor, but the Governor shall not exercise his powers under this clause unless he is satisfied that the Chief Minister does not command the confidence of the majority of the members of the Provincial Assembly, in which case he shall summon the"-----

جناب سپیکر: اکرام اللہ شاہد صاحب! میں اس کو پڑھ چکا ہوں لیکن میں ایڈوکیٹ جنرل سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ ابھی اجلاس کو یعنی One-fourth of the Members, they will give requisition to the Speaker, either in that situation یعنی-----

جناب اکرام اللہ شاہد: چې تعداد به څو پکار وي؟

جناب سپیکر: یعنی ہم 124 کی بنیاد پر-----

جناب اکرام اللہ شاہد: یا اٹھاسی-----

جناب سپیکر: یا ستاسی یا اٹھاسی کی بنیاد پر ریکوزیشن کریں گے؟ یہ مجھے بتادیں۔

جناب اکرام اللہ شاہد: سر! دا خبره زه اوکړم؟ سر! د دوئ نه مخکښې که ما ته موقع راکړئ، دا خبره به زه کلیئر کړم۔ مونږه دا وایو که چرې دوئ په دې خبره باندې راځی سر،-----

الحاج محمد ایاز خان: جناب سپیکر! د کوم Judgment خبره چې دوئ کوی، دا بالکل کلیئر خبره ده۔ کوم Judgment چې هغوی Quote کړو، تاسو ته ئے اوښودلو، سپریم کورټ اعلیٰ ترین عدالت دےد پاکستان او په هغې کښې هم دغه Judgment دے، د دې سره Relevant judgment دے-----

جناب سپیکر: ایاز خان! تاسو Repetition کوئ۔

الحاج محمد ایاز خان: زه Repetition نه کومه چې کوم Relevant خبره ده، هغه Relevant خبرې سره دا Judgment related دے او د سپریم کورټ نه اعلیٰ عدالت نشته۔ گنډاپور صاحب به خپله تشریح کوی، اکرام الله شاهد صاحب به خپله تشریح کوی، دا د سپریم کورټ نه بالا نه دی۔

محترمہ زبیدہ خاتون: جناب سپیکر صاحب! د دوئ مطلب په سی ایم باندې عدم اعتماد دے، دغه ئے Move کړے دے مطلب د دوئ دا دے چې سی ایم لرې شی، عدم اعتماد پرې راوړو نو بس اوس ورسره موقع ده، عدم اعتماد ئے راوړے دے، په خپل دغه باندې د راشی۔ اوس-----

جناب اسرار اللہ خان: سر! وہ تو وزیر اعلیٰ رہے ہی نہیں۔ تو پہلے تو Prove کریں گے کہ وہ وزیر اعلیٰ ہیں پھر ہم عدم اعتماد کریں گے۔

محترمہ زبیدہ خاتون: نو بس اوس به دا خبره خلاصه شی۔ ولې دومره لوئے، اټارنی جنرل صاحب خو ښه کلیئر فیصله ورکړه۔ اوس ئے چې څوک نه منی نو پته لگی

چې ولې ئے نه منی؟ د هغې خو ټولو ته پته ده چې که دا خبره که اټارنی جنرل صاحب او ټول ئے واضحه کړی هم خو دا به منظوریږی نه۔ نو چې کوم هغوی موؤ کړے دے ، اوس د هغه ثابت کړی کنه، هغوی د هغه Show کړی۔

جناب اکرام اللہ شاہد: جناب سپیکرا! زما ریکوسټ دے سر، دې پوائنټ له راځو جی چې کوم تاسو د ایډوکیټ جنرل صاحب نه تپوس اوکړو چې آیا کورم به اوس د 124 حسابیږی ریکوزیشن د پاره او یا چې کوم دے دا موجوده؟ نو دیکښې بل سوال دے۔۔۔۔۔

محترمہ زبیدہ خاتون: بیا سره به بیا ګورو، اوس د موؤ کړی۔

جناب اکرام اللہ شاہد: یو سوال دے ، سر۔ زما سوال دا دے جی چې، دا رول تاسو ته زه Quote کوم او دا زمونږه د اسمبلۍ رول چې کوم دے ، دا (3) 18D دے جی، هغه دا دے جی چې "When the resolution is moved, the Speaker may, after considering the state of business, allot a day or days for the discussion on the resolution". نو تاسو جی اوس داسې کار کړے دے چې تاسو نن ووټ د شمارۍ د پاره دغه کوئ، تاسو دې ته دوه ورځې مونږه له د ډسکشن د پاره راکړئ، په دې باندې مونږه ډسکشن اوکړو او ایډوکیټ جنرل صاحب د دا اووائی چې کورم به د دې 80 کسانو وی چې دا کوم چې موجوده دی او د هغې میجارټی به بیا حسابیږی؟ مونږه قرارداد پیش کوؤ او یا د دا دغه دوئ ور کړی۔

جناب اسراراللہ خان: سر! میں آپ سے رولنگ بھی چاہوں گا، اگر اس پر Windup کر لیں۔

جناب سپیکر: جہاں تک میں جس نتیجے پر پہنچا ہوں تو Article 130 sub-article (5)، یہ گورنر کی Constitutional obligation بنتی ہے کہ وہ اس بارے میں اپنی ذمہ داری پوری کرے۔

(تالیاں)

جناب اکرام اللہ شاہد: یو پوائنټ دے سر، هغه دا دے جی چې ظفر اعظم صاحب په خپل دغه کښې اووئیل چې یره زما قائد، سمیع الحق صاحب استعفیٰ ورکړې ده او تا ولې ورنکړه؟ نو زه دا وایمه دوئ ته چې د ایم ایم اے قائد چې کوم دے ،

هغه مولانا قاضی حسین احمد صاحب دے ، هغه استعفیٰ ورکړې ده ، دوئ ولې استعفیٰ نه ورکوی ؟

(تالیاں)

جناب امانت شاہ: هغه چې کوم مولانا سمیع الحق صاحب د حامدالحق استعفیٰ ورکړله او ته هم د (س) گروپ نه ئے ، تا له پکار وو چې تا وړومبئ ورکړې وې۔

ملک ظفر اعظم (وزیر قانون): جناب سپیکر صاحب ! پوائنٹ آف آرڈر۔ پوائنٹ آف آرڈر، سر۔ مجھے بھی، سارے دوستوں کو پوائنٹ آف آرڈر پر تقریباً پونے گھنٹے اجازت دی گئی، پانچ منٹ اگر مجھے بھی دیئے جائیں۔ جو رولنگ چیئر سے آگئی سر آنکھوں پر۔ بالکل ٹھیک ہے، آپ نے جو رولنگ دی ہے، اس کی ہم قدر کرتے ہیں لیکن جناب والا، جب ایک اہم، اتنی اہم بحث اور ایک اتنی اہم ریزولیوشن موؤ ہو چکی ہو Against the Chief Minister of NWFP اور اس میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ نے اجازت بھی دی، پہلے تو نہیں دینی چاہیئے تھی جس کی آپ نے 31 کے Sub-rule (5) کا۔۔۔۔

محترمہ زبیدہ خاتون: پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر صاحب۔

وزیر قانون: Just a minute، میں نے پہلے کیا لیکن آپ نے ایڈوکیٹ جنرل، چونکہ ایڈوکیٹ جنرل اور لاء سیکرٹری اور یہ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، شاید میں محسوس کر رہا تھا کہ آپ مجھے اس قابل نہیں سمجھ رہے ہیں کہ میں اپنے (مداخلت) نہیں جی، بات ایسی ہے۔ جب سے میں۔۔۔۔

جناب سپیکر: ملک ظفر اعظم صاحب ! میں آپ کو۔۔۔۔

وزیر قانون: نہیں جی، یہ بات نہیں ہے۔ میری بات سنیں گے جی، مجھے آپ نے فلور دیا ہے اور میں With due respect I have request in your honour سر، اصل معاملہ کہاں پر بگڑ گیا؟ معاملے یہاں پر بگڑتے ہیں کہ جب منسٹر ہوتے ہوئے آپ نے ایڈوکیٹ جنرل کو، جبکہ یہ پارلیمانی امور کی باتیں ہیں اور آئین کی باتیں ہیں اور آئین کی باتیں۔۔۔۔

جناب اسرار اللہ خان: آپ نے ان کو موقع دیا تھا، اس وقت وہ شعر پڑھ رہے تھے۔

وزیر قانون: اور آئین کی باتیں ہم اچھی طرح سے، ایڈوکیٹ جنرل سے آپ اس وقت رائے مانگ سکتے تھے جبکہ ہاؤس میں ایک Conflict ہوتا، مطلب یہ ہے کہ ذہن نہیں بنتا تھا کہ کونسی بات صحیح ہے اور

کونسی غلط؟ تو جب آئین کی میں ایک تشریح کرتا اور اپوزیشن والے دوسری تشریح کرتے اور آپ تیسری تشریح کرتے تو ایڈووکیٹ جنرل کا تک بنتا لیکن صوبہ سرحد میں یہ ایک غلط، آج، پرسوں سے نہیں، پانچ سالوں سے آرہا ہے کہ منسٹر اور اس ہاؤس کی سٹینڈنگ کمیٹوں کے چیئرمین ہوتے ہوئے ان کو بائی پاس کیا جاتا ہے۔ سر! میں اس کی بابت میں مزید نہیں جانا چاہتا ہوں۔ میں یہاں پر آنا چاہتا ہوں، دیکھ لیں جی، یہ آئین ہے اور قانون ہے اور یہ ایک ایسا معاہدہ ہے جس پر پاکستان کے سب اداروں نے، جس میں ہمارا ادارہ بھی آتا ہے، ایک معاہدہ کیا ہے قوم کے ساتھ اور قوم کے ہر فرد خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، نے معاہدہ کیا ہے جس کو دستور پاکستان کہتے ہیں کہ اس دستور پاکستان کو بنیاد بنا کر ہم آپس میں رہیں گے، اس ملک کے باشندے ہوں گے اور یہ ہمارے درمیان معاہدہ ہوگا اور یہ ایسا معاہدہ ہے کہ اس معاہدے میں کوئی بھی چیز مفت ہی نہیں رکھی گئی ہے۔ اب ہم آتے ہیں Sub section (5) کی طرف۔۔۔۔۔

جناب اسرار اللہ خان: سر! یہ آپ کی رولنگ پر ان کا عدم اعتماد ہے کہ اس پر ہم دوبارہ جا رہے ہیں۔

وزیر قانون: جی، Sub article (5)، میں اس پر آتا ہوں۔ یہاں پر، میں نے پہلے کہا کہ میں، آپ نے رولنگ دی۔۔۔۔۔

جناب اسرار اللہ خان: سب یہ باتیں وہ پریس کانفرس میں کریں۔ آپ نے اس پر رولنگ دے دی۔۔۔۔۔

وزیر قانون: اس رولنگ کے متعلق، دیکھیں جی The Court, the Lawyers and the Law Minister have a right to guide the Chair on proper way----

جناب اسرار اللہ خان: سر! تو یہ اس وقت کرنی چاہیئے تھی۔ رولنگ تو کلیئر کٹ ہے۔۔۔۔۔

وزیر قانون: یہ ٹھیک ہے کہ رولنگ آئی ہے لیکن رولنگ کے متعلق میں نے اجازت مانگی ہے کیونکہ یہ ایک غلط Message ہے اور غلط طریقے سے جا رہی ہے جس کی، Ghandapur Sahib, with due respect I have the right to guide the Chair on proper way-----

جناب اسرار اللہ خان: ابھی اگر یہ آپ کو گائیڈ کرتے ہیں تو اس کا کیا مطلب ہوگا، سر؟

جناب سپیکر: ظفر اعظم صاحب! سب سے پہلے تو میں نے شروع میں As a Law Minister، یہ ہاؤس گواہ ہے، خدا گواہ ہے، آپ کو فلور دیا اور آپ نے اپنی آراء کیا اظہار کیا۔ پھر یہ میرا فرض بنتا تھا کیونکہ

Constitutionally اگر کوئی مشکلات پیدا ہو جائیں ایوان میں تو ہم ایڈووکیٹ جنرل صاحب سے Expert opinion لیں گے تو۔۔۔۔۔

جناب امانت شاہ: آپ نے اکرام شاہد کو فلور دیا، آپ نے اسرار اللہ گنڈاپور کو کافی وقت دیا لیکن میرا خیال ہے ملک صاحب جو ہمارے منسٹر ہیں اور قانون کے منسٹر ہیں، کو بھی وقت دینا چاہیئے تھا جتنا وقت آپ نے اسرار اللہ گنڈاپور کو دیا تھا اور جتنا وقت آپ نے اکرام اللہ شاہد کو دیا۔ (تالیاں) جناب سپیکر! یہ غلط بات ہے۔ اس آئین میں اور اس اسمبلی کے اندر آپ تو، ہمارے خیال میں یہ بات آ رہی ہے کہ ایک طرف سے رائے لے رہے ہیں، دوسری طرف کو آپ دیکھتے بھی نہیں۔ میرے خیال میں سب سے پہلے جناب سپیکر صاحب، آپ ذرا آئین کے آرٹیکل 136 کو دیکھ لیں تو اس میں یہی ہے کہ جب انہوں نے ایک قرارداد پیش کی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: پھر تو۔۔۔۔۔

جناب امانت شاہ: میرے خیال سب سے پہلے جناب سپیکر صاحب، وہ لوگ اس قرارداد کے لئے اس ہاؤس میں اکثریت کو ثابت کر دیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں، پھر تو۔۔۔۔۔

جناب امانت شاہ: اگر وہ لوگ اکثریت سے راہ فرار اختیار کرنا چاہتے ہیں تو یہ غلط بات ہے۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں، پھر تو میرے خیال میں، نہیں نہیں، میرے پاس تو اور آپشن نہیں ہے۔۔۔۔۔

جناب امانت شاہ: جناب سپیکر صاحب! میں ایک عرض کر رہا ہوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: کہ میں اس کرسی کو چھوڑوں اور جو پینل کا چیئرمین ہے، وہ آئے اور اس پر بیٹھے۔ نہیں نہیں، کیونکہ آج اس کا اخبار میں بیان بھی آیا ہے کہ ہم اس کہ مطلب ہے کہ۔۔۔۔۔

جناب امانت شاہ: جناب سپیکر صاحب! میں ایک عرض کر رہا ہوں۔ میں ایک عرض کر رہا ہوں، جب انہوں ایک قرارداد پہلے سے پیش کی ہے اور آج ایجنڈے پر وہ چیز موجود ہے تو سب سے پہلے اسی چیز کو لینا چاہیئے۔

جناب سپیکر: یہ تو اس کے سلسلے میں ہے۔

جناب امانت شاہ: وہ اس ایجنڈے پر آجائیں اور اپنی اکثریت کو صوبائی اسمبلی کی کل رکنیتی اکثریت کو وہ ثابت کر لیں کہ وزیر اعلیٰ پر ہم عدم اعتماد کرتے ہیں۔ آج ان کے پاس اکثریت نہیں ہے۔ آج ان کے پاس تعداد اتنی پوری نہیں ہے تو اسی سے راہ فرار اختیار کرنے کے لئے دوسرا حربہ جو استعمال کر رہے ہیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر صاحب! اگر مجھے۔۔۔۔۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب! اگر آپ ایجنڈے پر آج آجائیں تو یہ بہتر ہوگا کیونکہ آپ نے رولنگ دے دی ہے اس ہاؤس کے لئے تو اب اس پر میرے خیال میں بحث کرنا جو ہے، تو وہ بالکل ہی بات نہیں بنتی ہے۔ ظفر اعظم صاحب کو بھی بیٹھ جانا چاہیئے۔ اب آپ ایجنڈے پر آئیں تاکہ ہمارا جو اگلا قدم ہے، ہم اس کی طرف جائیں۔ جی!

ایک معزز رکن: آپ لوگ راہ فرار۔۔۔۔۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: ہم لوگ راہ فرار اختیار نہیں کر رہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ آپ لوگوں کے لئے اس میں کچھ خوشخبری ہو لیکن بات یہ ہے کہ اگر آپ لوگ بیٹھیں گے تو ہمیں موقع ملے گا کہ ہم ایجنڈے پر آئیں گے نا۔ ایجنڈے کو تو ہاؤس میں جانے دیں نا۔ سپیکر صاحب نے تو رولنگ دے دی ہے۔ اب آپ اس رولنگ کے خلاف تو نہیں جا سکتے ہیں۔

(شور)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

(شور)

جناب سپیکر: ظفر اعظم صاحب! میں پھر یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ خدا گواہ ہے کہ میں نے آپ کو ٹائم بھی دیا ہے اور میں نے ہمیشہ آپ کی عزت کی ہے اور پانچ سال میں آپ نے ہمیشہ میری ہر موڑ پر رہنمائی فرمائی ہے۔ میں اس پر بالکل قائل ہوں، میں اس پہ قائل ہوں کہ آپ نے میرے ساتھ، چیئر کے ساتھ ہمیشہ تعاون کیا ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

وزیر قانون: میں اب بھی یقیناً میں کچھ کہہ نہیں سکتا ہوں لیکن بات دراصل یہ ہے جی میں یہ ضرور سمجھتا ہوں کہ جو میرا بنیادی مقصد تھا، وہ یہی تھا کہ آپ جیسے زیرک اور ہر دلعزیز سپیکر نے چونکہ میں

قانون پر آرہا تھا اور آپ نے مجھے بائی پاس کرکے ایڈوکیٹ جنرل صاحب کو دے دیا۔ پھر بھی میں آپ سے گزارش کررہا ہوں کہ اگر کچھ منٹ ہمیں دے دیئے جائیں تو شاید اس کا کوئی کچھ اچھا حل نکل آئے اور May be اگر آپ سمجھتے ہیں کہ رولنگ آچکی ہے تو As a law پھر میں پابند ہوں کہ میں اس پر بات نہیں کرسکتا ہوں۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں/شور)

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب! میں اس پر بات کرنا چاہوں گی۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جی جناب سپیکر صاحب۔ جناب سپیکر صاحب! چونکہ ہم لوگوں نے یہ جو Vote of no confidence پیش کیا تھا اور اس پر جو ریزولیوشن میں نے موو کی تھی، اس پر میں سرحد اسمبلی کے جو سی ایم ہیں بلکہ این ڈبلیو ایف پی کے، ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے ہمیں چار دن پہلے یہ Warn کرکے کہ وہ اسمبلی کی Dissolution کرنا چاہ رہے ہیں اور میں جمعیت علمائے اسلام کی بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہمیں وقت دیا اور ہم نے صدر صاحب کے الیکشن میں، کیونکہ ہمارے اس وقت کے حالات بہت مختلف تھے، اس وقت ہم چاہ رہے تھے کہ اسمبلی کی Dissolution نہ ہو اور اس صوبے کے عوام، جنہوں نے اپنے نمائندگان کو یہاں بھیجا ہے اور چونکہ اس صوبے کے صدر کے الیکشن میں ہم چاہتے تھے کہ ہم اپنے ووٹ ان کو دیں تاکہ کل کو صدر صاحب جب بھی کسی معاملے میں بات کرتے ہیں تو وہ اس صوبے کو ساتھ لیکر چلیں لیکن چونکہ Already یہاں پر 36 لوگوں نے Resign کردیا ہیں، اب میں یہ اپنی جو ریزولیوشن ہے Vote of no confidence کی، وہ واپس لینا چاہتی ہوں، جناب سپیکر صاحب۔

(تالیاں)

جناب اسرار اللہ خان: سر! یہ ان کا ذاتی خیال ہے، ہمارا نہیں ہے۔ یہ اگر ذاتی طور پر Withdraw کرنا چاہیں، ان کا اپنا خیال ہے، ہمارا یہ خیال نہیں ہے۔ ہم اس پر بحث بھی کریں گے، پھر اس پر ووٹنگ بھی کرائیں گے لیکن جب سٹیج آئے گا۔

مولانا عصمت اللہ (وزیر مال): جناب سپیکر صاحب! جب انہوں نے اپنی عدم اعتماد کی تحریک واپس لے لی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بھی چیف منسٹر پر اعتماد کرنے والوں کی لسٹ میں شامل ہو گئے۔

(تالیاں)

وزیر قانون: جناب سپیکر صاحب!

جناب وجیہہ الزمان خان: جناب سپیکر! یہ ایک اہم Issue ہے، اس پر آپ نے بھی رولنگ دی ہے کہ گورنر کو چاہیئے کہ وہ ان سے کہیں کہ اعتماد کا ووٹ لیں۔ یہ پہلا Step ہے اور اگر نہیں ہے تو اس پر آپ بحث کا موقع دیں، ہم اس کو ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ جو کچھ کرنا چاہ رہے ہیں، اپنے آپ کو بچانا چاہ رہے ہیں۔ ہم لوگ تو Move لیکر آئے ہیں لیکن اگر ہم Count کریں گے تو کس کے سامنے؟ ہم تو کہتے ہیں کہ ان پر اعتماد ہی نہیں ہے، وہ وزیر اعلیٰ رہے نہیں۔۔۔۔۔

مولانا لطف الرحمان: جناب سپیکر! ابھی رولنگ نہیں آئی ہے۔۔۔۔۔

جناب وجیہہ الزمان خان: پہلے تو یہ ثابت کریں کہ وہ وزیر اعلیٰ ہیں؟

جناب اسرار اللہ خان: آپ نے رولنگ دے دی ہے۔

مولانا لطف الرحمان: رولنگ نہیں آئی ابھی۔

وزیر قانون: جناب سپیکر صاحب، جناب والا، یہ وجیہہ الزمان صاحب اور یہ ہماری محترمہ نے اپنا عدم اعتماد واپس لینے کا جو اعلان کیا ہے، ہم ان کے شکر گزار ہیں اور اس اقدام کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ بات دراصل یہ ہے جی کہ یہ انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ عدم اعتماد جو لایا گیا تھا، یہ بدنیتی پر مبنی تھا اور بدنیتی پر مبنی تھا اور جمعیت علمائے اسلام۔۔۔۔۔

قاضی محمد اسد خان: جناب سپیکر! اگر مجھے موقع دیں، میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔ قاضی محمد اسد خان صاحب۔

قاضی محمد اسد خان: نہایت افسوس ہے کہ نگہت اورکزئی صاحبہ نے یہاں پر جو بیان دیا، وہ جو تحریک عدم اعتماد تھی، اس پر 31 لوگوں کے دستخط تھے اور ان میں سے ایک میں بھی تھا کہ جس نے تحریک عدم اعتماد پر دستخط کیا لیکن میرا مقصد ہرگز یہ نہیں تھا کہ یہ اسمبلی اس لئے بچ جائے کہ اس میں کسی کے ووٹ کو تقویت

مل سکے یا کوئی اہم سلسلہ چلتا رہے۔ میں نے اس پر دستخط اس لئے کیا تھا کہ مجھے بتایا گیا تھا کہ جو لوگ اس اسمبلی کو ختم کرنا چاہتے ہیں، ان کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنے استعفٰی دیں اور اپنا راستہ لیں، آپ کے لئے اس اسمبلی کو چلاتے بھی رہیں گے، چاہے مہینہ ہو، ڈیڑھ ہو، آپ کی ادھر حکومت ہو گی اور آپ حکومت کا حصہ ہو کے اپنے علاقے کی خدمت کریں۔ (تالیاں) یہ یہاں پر بی بی آ کے کہہ رہی ہیں کہ میں مشکور ہوں اور ہم نے واپس لے لیا۔ ہم اس سلسلے میں بالکل شامل نہیں تھے اور یہ افسوس کی بات ہے کہ مرکز ہمیں ہمیشہ سامنے لاتا ہے، Expose کرتا ہے اور پیچھے سے بھاگ جاتے ہیں۔ سر! مرکز میں مسلم لیگ (ق) کی جو قیادت ہے، میں اس پر بھی عدم اعتماد کرتا ہوں۔

(تالیاں)

میاں نثار گل: جناب سپیکر صاحب! قاضی اسد صاحب نے بھی کہا ہے، اسرار اللہ گنڈا پور صاحب نے بھی کہا، جس دن وزیر اعلیٰ پر عدم اعتماد پیش ہوا تھا تو اس دن آپ نے ہر ممبر سے پوچھا تھا اور انہوں نے اس اجلاس میں تقریر بھی کی تھی۔ اگر آپ کو یاد ہو تو اس کے بعد ان ساروں کے Behalf پر نگہت اور کزئی صاحبہ نے اس ہاؤس میں عدم اعتماد کی تحریک پیش کی تھی۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں اپنی کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں، آپ سے فلور لوں گا، میں آپ کی اس پر رولنگ چاہتا ہوں کہ جب نگہت اور کزئی صاحبہ نے عدم اعتماد پیش کی تھی، وہ واپس ہو گئی ہے یا اس پر یہ ایوان کے جو ممبران ہیں، وہ بحث کریں گے؟ (مداخلت) جی نہیں لیکن جناب سپیکر، اس میں تو یہ ہے کہ میجارٹی اکتیس کے لوگ تھے وہ اور۔۔۔۔۔

جناب اسرار اللہ خان: سر! وہ تو کورم کے لئے تھے۔

میاں نثار گل: اکتیس تھے اور ابھی اکتیس کی بھی وہ تعداد تو پوری نہیں ہو سکتی تو میرے خیال میں وہ عدم اعتماد تو Automatically ختم ہو گیا۔

(قطع کلامیاں/شور)

جناب سپیکر: میرے خیال میں ہر ایک کا Right ہے اور آپ ان کو کس طرح Deprive کر سکتے ہیں؟ لاء منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں، آپ تو ان کو Deprive نہیں کر سکتے۔

جناب امانت شاہ: اگراس نے واپس نہیں لی تو پیش کردیں میرے خیال میں۔ اگرواپس نہیں لی توان سے آپ پوچھ لیں جی۔ اگر ووٹنگ کرلیں اگرانھوں نے پیش کیااور واپس بھی نہیں لیا تو میرے خیال میں ووٹنگ کرلیں۔

جناب اکرام اللہ شاہد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

الحاج محمد ایاز خان: اسمبلی چلانے کے لئے ایوان میں اکتیس آدمی موجود ہونے چاہئیں، وہ گنے آپ کہ اکتیس آدمی پورے ہیں؟

جناب سپیکر: اکرام اللہ شاہد صاحب۔

جناب اکرام اللہ شاہد: جناب سپیکر! زمونږه د علم او معلوماتو مطابق دا خبره ده چې میاں نثار گل صاحب استعفیٰ ورکړې ده او استعفیٰ ستاسو آفس ته رارسیدلې ده نو د آئین آرټیکل 64 چې کوم دے-----

(شور)

میاں نثار گل: زما استعفیٰ زما په لاس کښې ده، زه د اسمبلئ ممبر یمه، آنریبل چیف منسټر-----

جناب اکرام اللہ شاہد: سپیکر صاحب! زه چیئر ایډرس کوم، سر۔ ما ته تاسو فلور راکړے دے سر، دے د بیا وضاحت اوکړی۔

جناب سپیکر: استعفیٰ لا نه ده ملاو شوې۔

میاں نثار گل: آنریبل سپیکر زما سپیکر دے۔ زما استعفیٰ زما په لاس کښې ده۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: استعفیٰ اس کے ہاتھ میں ہے۔

جناب اکرام اللہ شاہد: بنه جی، په دې تحریک عدم اعتماد باندې راځو جی۔ په دې باندې راځو، په دې قرارداد عدم اعتماد باندې۔ سر! دا قرارداد-----

جناب سپیکر: مختصر۔

جناب اکرام اللہ شاہد: مختصر، مختصر جی۔ اگرچه زمونږه ملګرو هغه دغه کړو او دا مونږ وایو چې په دې باندې مونږه مزید دغه کول نه غواړو او دا پیش کول نه غواړو، ضرورت ئے پاتې نه دے۔ دا چې په کوم ضرورت کښې مونږه پیش کړے وو جی، (تالیاں) هغه، نه زه راځم تاسو ته۔ سر! دا تاسو ما ته موقع راکړې ده او که دوئ راله راکړې ده، سر؟

(قطع کلامیاں)

جناب اکرام اللہ شاہد: وائی چې مونږه درکړې ده، سر۔ خبره دا ده جی چې دا کوم ټائم کښې مونږه دا ریزولیوشن موؤ کړے وو په هغه وخت کښې Situation دا وو چې زمونږه وزیر اعلیٰ صاحب دا وئیل چې دوئ به ګورنر له ایډوائس ورکوی چې اسمبلی د تحلیل شی، Dissolve د شی نو مونږه اسمبلی د هغې نه بچ کړه او هغې کښې یو مقصد چې کوم دے، هغه دننه پټ دا وو زمونږه د معلوماتو مطابق چې یره وزیر اعلیٰ صاحب به ګورنر ته ایډوائس ورکړی، ګورنر به اسمبلی ماته کړی او ګورنر صاحب به وزیر اعلیٰ صاحب ته اووائی چې ته Till further order چې کوم دے، Continue ساته Obviously او اوس هم په دیکښې دغه سازش مخفی دے۔ په دې وجه مونږه دا خپل قرارداد چې کوم پیش کړے دے، هغه واپس اخلو، مونږه پرې زور نه ورکوؤ او هغه واپس کوؤ به۔ (تالیاں) اوس ګیند چې کوم دے، هغه د ګورنر صاحب په کورټ کښې دے چې هغه خپله آئینی ذمه داری کله پوره کوی۔

جناب وجیہہ الزمان خان: چونکہ یہ اب بات بن ہی گئی ہے، پہلے تو عدم اعتماد ان کی اپنی مرضی سے کیا گیا، اس کے بعد جو حالات بھی بنے، وہ سب کے سامنے ہیں۔ اگر یہ آپ کے خلاف عدم اعتماد واپس کر لیتے ہیں تو میں اپنی Capacity میں بھی واپس کر لوں گا۔

جناب سپیکر: اس کی Technical requirements پوری نہیں تھی، لہذا میں نے اس کو Defer کر دیا۔

جناب اکرام اللہ شاہد: جناب سپیکر! دیکښې هم یوه خبره ده جی۔ د دې عدم اعتماد که څه خبره راغله (مداخلت) یو منټ سر، ما ته موقع راکړئ چې زه Relevant rule رااوباسم۔ هغه خو دا ده سر، چې "Removal of Speaker or Deputy Speaker'. A Member may give notice to the Secretary in writing of a motion for leave to move resolution under"-----

جناب سپیکر: اکرام اللہ شاہد صاحب! میرے خیال میں اگر ایسا ہے کہ آپ کے معاملے پر ہمارا تجربہ ہوا ہے، وہ جس محرک نے دیا تھا تو اس کے ساتھ Notice for leave attach تھا، اس کے ساتھ Attach نہیں تھا۔۔۔۔۔

جناب اکرام اللہ شاہد: نہیں ہے، ہم تو یہی کہہ رہے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: تو اس وجہ سے۔۔۔۔۔

جناب اکرام اللہ شاہد: سر۔ ایک منٹ، سر۔ یہ نوٹس جو انہوں نے دیا ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: وہ مسترد ہو گیا ہے۔۔۔۔۔

جناب اکرام اللہ شاہد: وہ ختم ہو گیا ہے۔ تھینک یو۔

سید مرید کاظم شاہ: شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ سر! ہم نے تو تحریک عدم اعتماد پیش کی تھی، اس مقصد کے لئے کی تھی کہ جناب چیف منسٹر صاحب نے یہ اعلان کیا تھا کہ میں اسمبلی توڑ رہا ہوں اور ہم نے اسمبلی بچانے کے لئے یہ تحریک پیش کی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم توڑیں گے، ہم نے یہ کہا تھا کہ ہم نہیں ان شاء اللہ توڑنے دیں گے۔ تو اب جبکہ 36 استعفے آ گئے تو اب نوعیت بدل گئی ہے۔ اب جو ہمارا مقصد تھا، کیونکہ ہاؤس میں میجارٹی تو ویسے بھی ختم ہو گئی ہے، نہ ہمارے پاس میجارٹی ہے اور نہ اب ان کے پاس 63 کی میجارٹی ہے، اس لئے ہم اپنی تحریک جو ہے وہ واپس کرتے ہیں۔

محترمہ غالبہ خورشید: جناب سپیکر! میں کچھ کہنا چاہوں گی۔

جناب سپیکر: غالبہ خورشید۔

محترمہ غالبہ خورشید: جناب سپیکر! ابھی ہماری ایک بہن نگہت صاحبہ نے یہ کہا کہ اس عدم اعتماد کو پیش کرنے کا جو مقصد تھا، وہ جنرل صاحب کا الیکشن تھا۔ میں یہاں پر ایک بات کہنا چاہوں گی کہ ہم نے اس الیکشن

میں یہ بھی دیکھا کہ ان لوگوں نے بھی ووٹ دیئے جنہوں نے اس عدم اعتماد پر Sign نہیں کئے تھے، ان لوگوں نے بھی ووٹ دیئے تو میں یہاں پر کہنا چاہوں گی، ہمارا کوئی ایسا مقصد نہیں تھا کہ جس میں جنرل صاحب کو ہمارا ووٹ دینے کا مقصد ہو۔ میں آج بھی کہتی ہوں کہ اگر یہ اکتیس میں سے تیس کے تیس ممبرز بھی اپنی یہ عدم اعتماد کی یہ تحریک واپس کرلیں تو میں وہ واحد ایک بندی ہوں گی کہ جو اس اعتماد کی تحریک کو واپس نہیں لوں گی کیونکہ میں آج بھی کہتی ہوں کہ سی ایم صاحب اپنے لوگوں کے ساتھ تو اچھے طریقے سے بولتے ہیں اور یہ جو منسٹرز بیٹھے ہیں، میں آج بھی یہ کہتی ہوں کہ جب کوئی کام ان کے ساتھ پڑتا ہے تو بڑے اچھے طریقے سے سنتے ضرور ہیں لیکن کہتے ہیں کہ "سی ایم صاحب کہیں گے تو ہم کام کریں گے" اور سی ایم صاحب گزشتہ چار سالوں سے ہمیشہ میرا فنڈز صرف Lapse کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کرتے رہے ہیں اور ابھی بھی تقریباً ڈھائی مہینوں سے یہی Call کر رہی ہوں، کبھی ان کا پروٹوکول آفیسر، کبھی ان کا کوئی آفیسر، کبھی ان کا سیکرٹری، کہ جی سمری جو ہے وہ سی ایم صاحب کی ٹیبل پر پڑی ہے، مجھے نہیں پتہ کہ سی ایم صاحب آفس ورک کس ٹائم کرتے ہیں؟ کیا ان کے پاس ٹائم بھی ہے اس بات کا کہ وہ آفس ورک کریں؟۔۔۔۔

محترمہ زبیدہ خاتون: په هغې فنډ څه کوي، نور فنډ خو د رته ډیر ملاؤ شو۔

محترمہ غالبہ خورشید: میں یہ ایک بات کلیئر کرنا چاہوں گی کہ اس تحریک میں اگر کوئی ایک بندہ بھی آخر میں رہ گیا تو ان شاء اللہ وہ غالبہ ضرور رہے گی کیونکہ میں ان لوگوں کی طرح جو کچھ لوگ ہیں، مطلب پرست ہوں گے، اپنے کام نکالتے ہوں گے، میں ان میں سے نہیں ہوں۔ شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔

مولانا نظام الدین: جناب سپیکر صاحب! ان کے اپنے پارٹی کے قائدین نے اسے ہدایت دی ہے، سی ایم صاحب کو۔

محترمہ غالبہ خورشید: جناب سپیکر! مجھے بڑا، میں آپ کو یہ کہنا چاہوں گی کہ اتحاد کس کو کہتے ہیں؟ اتحاد صرف علماؤں کا اتحاد ہے؟ اتحاد تو وہ اتحاد ہے کہ آپ اسمبلی کے اندر بھی اکٹھے ہوں، اسمبلی کے باہر بھی اکٹھے ہوں۔ انہوں نے ہمیشہ ہمیشہ مجھے ایک، میں کہوں گی کہ ایک جماعت کی ممبر نہیں سمجھا ہے، ایک Female سمجھا ہے، ایک Female سمجھا ہے۔ ان کے اپنے ممبرز اندر بیٹھے ہوں گے، ہو سکتا ہے یہ بہنیں اپنے فنڈز ان کو دے دیتی ہوں گی لیکن ایک جماعت کی ممبر کا فنڈ روک لینا، یہ کہاں کا انصاف ہے؟ کوئی

ممبران کے پاس جائے کسی کام کے لئے، اس کو صرف یہ کہہ دینا کہ ہم نہیں کریں گے، یہ کہاں کا انصاف ہے؟ اور اگر اس بات پر بھی یہ اپنے آپ کو وزیر اعلیٰ کہتے ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ وزیر اعلیٰ کہلانے کے لائق ہی نہیں ہیں۔

مولانا عبدالرحمان: جناب سپیکر! اگر غالبہ صاحبہ اکٹھے رہنا پسند کرتی ہے تو ہم تو تیار ہیں۔

محترمہ غالبہ خورشید: میں نے آپ کو کب کہا کہ میں آپ کے ساتھ اکٹھا رہنا چاہتی ہوں، میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔

محترمہ زبیدہ خاتون: اوس که صلح او کړی او راشی نو ښه ترې جوړیږی نه۔ پریس، هر چا ته پته ده چې ښه دی او ښه نه دی۔

جناب سپیکر: جی، جناب اختر نواز صاحب۔

جناب اختر نواز خان (وزیر ٹرانسپورٹ): وجیہہ الزمان خان نے ایک بات کی ہے اور وہ بار بار بات کر رہے ہیں جے یو آئی اور مولانا فضل الرحمان صاحب کی کہ بھئی ان کے ہم شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اسمبلیاں جو ہیں، اس اسمبلی کو انہوں نے بچانے کے لئے اور صدر جنرل پرویز مشرف صاحب کو ووٹ دینے کے لئے یہ سب کچھ کیا۔ اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ ابھی تک میں سوچ رہا تھا، دیکھ رہا تھا کہ شاید کوئی ساتھی وضاحت کرے گا لیکن آپ سب نے بلکہ پوری قوم نے، سولہ کروڑ عوام نے دیکھا کہ وہ فیصلہ مولانا فضل الرحمن صاحب کا نہیں تھا بلکہ اے پی ڈی ایم نے جب وہ فیصلہ کیا تو اس کو براہ راست پورے ملک میں دیکھا گیا اور وہ فیصلہ یہ تھا کہ 29 تاریخ کو جو اپنے استعفے دیں گے پورے ملک کی چاروں اسمبلیوں سے، صوبائی اور قومی اور دو تاریخ کو وزیر اعلیٰ صاحب اسمبلی کو تحلیل کرنے کے لئے گورنر صاحب کو ایڈوائس کریں گے۔ اب بات یہ ہے کہ یہ فیصلہ اگر مولانا فضل الرحمان صاحب کا ہوتا تو وہ اکیلے کرتے۔ اب یہ اے پی ڈی ایم کی مکمل قیادت وہاں پر بیٹھی تھی، اگر کسی کو اس وقت اعتراض تھا تو یہ فیصلہ جو کرنے جا رہے ہیں، یہ غلط ہے تو اس وقت ان کو وہاں پر بولنا چاہیئے تھا لیکن انہوں نے یہ فیصلہ ایک Mutual understanding کے ساتھ کیا۔ اس کے بعد جب انہوں نے عدم اعتماد کی تحریک پیش کی، آج جس کو انہوں نے واپس لیا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ تحریک جو تھی، بدنیتی پر مبنی تھی۔۔۔۔۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: بالکل بدنیتی پر مبنی نہیں تھی جناب سپیکر صاحب، ہم پریذیڈنٹ کو یہ باور کرانا چاہتے تھے کہ این ڈبلیو ایف پی کے عوام ان کے ساتھ تھے اور ان کو جو ووٹ پڑے ہیں، آپ لوگوں نے تو ہمارے راستے میں جو رکاوٹیں کھڑی کی ہیں، سی ایم سے بالکل ہمارا اختلاف ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن صوبے کے وسیع تر مفاد کے لئے یہاں پہ کچھ لوگوں نے فنڈز کی بات کی۔۔۔۔۔

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! ان کے طرز عمل سے آج ثابت ہو گیا، آج ان کو چاہیئے تھا کہ اخلاقی جرات کا مظاہرہ کرتے، آج اس قرارداد پر رائے شماری ہوتی تو فیصلہ ہو جاتا۔۔۔۔

(مداخلت)

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: لیکن میں صوبے کے لئے بات کرنا چاہ رہی ہوں کہ ہم نے پریذیڈنٹ کے الیکٹورل کالج کو ختم ہونے سے بچایا اور ان کو ووٹ دینے کے لئے آئے کہ ہم لوگ ان کو ووٹ دیں۔ کل کو جب پریذیڈنٹ بات کریں، پریذیڈنٹ فیصلہ کریں اس صوبے کے بارے میں تو وہ صوبے کے مفاد کے لئے ہو، ان دو کروڑ عوام کے لئے فیصلہ ہو۔

(مداخلت)

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: نہیں آپ کسی کے ذاتی حیثیت سے یہ لوگ بات کر رہے ہیں۔۔۔۔۔

وزیر ٹرانسپورٹ: جہاں تک وزیر اعلیٰ پر اعتماد کے ووٹ کی بات ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اللہ کے فضل و کرم سے کل بھی وزیر اعلیٰ صاحب پر اس ہاؤس کا اعتماد تھا، آج بھی ان پر اعتماد ہے اور جب بھی وقت آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ ہم ثابت کریں گے۔ (تالیاں) جہاں تک اکرام اللہ شاہد صاحب کی بات ہے، وہ جو کہتے ہیں جی کہ منسٹر لوکل گورنمنٹ جو ہیں، وہ اس مسئلے کو الجھا رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں، بڑی معذرت کے ساتھ یہ بات کروں گا کہ لوکل منسٹر کی بات نہیں ہے، نہ کسی اور کی بات ہے میں سمجھتا ہوں کہ مجھے ایسی بات نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ آپ نے اس ہاؤس کو پانچ سال تک جس انداز سے چلایا، میں سمجھتا ہوں کہ میں اس میں آپ کو میں خراج تحسین پیش نہ کروں تو یہ بدنیتی پر مبنی ہو گا لیکن آج میں سمجھتا ہوں ایجنڈے پر جو بات ہے، اس پر جناب سپیکر، آپ آ ہی نہیں رہے، آپ دوسرے معاملات میں الجھا رہے ہیں۔۔۔۔۔

ایک رکن: جناب سپیکر!

وزیر ٹرانسپورٹ: تو میں تو سمجھتا ہوں منسٹر لوکل گورنمنٹ نہیں الجھا رہے بلکہ آپ خود الجھا رہے ہیں کہ کم از کم جس سیٹ پر آپ بیٹھے ہیں، آپ کو یہ زیب نہیں دیتا کہ آپ ایجنڈے سے ہٹ کر بات کریں۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: میں چھوڑ کے جا رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر نے اپنی نشست چھوڑی)

وزیر ٹرانسپورٹ: نہیں، میرا مقصد یہ نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آئندہ قانون کے مطابق سارے سسٹم کو چلانا چاہیئے۔ یہ بھی آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے سچ کا اقرار کیا اور اٹھ کے گئے باہر۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں ہنگامہ آرائی جیسے کیفیت رہی)

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر نے دوبارہ اپنی نشست سنبھالی)

جناب سپیکر: جی! سب نے اپنی تحاریک Withdraw کی ہیں یا۔۔۔۔

محترمہ غالبہ خورشید: جناب سپیکر! میں واپس نہیں لینا چاہتی۔

جناب سپیکر: تو آپ سے میں استدعا کروں گا کہ آپ Withdraw کریں بس۔ آپ Withdraw کریں۔

ایک رکن: شمار او کړئ جی، شمار بنه دے جی۔

آوازیں: Withdraw کریں۔

محترمہ غالبہ خورشید: میں نہیں لینا چاہتی۔

جناب سپیکر: بس آپ Withdraw کریں۔ اسرار اللہ گنڈاپور صاحب! میرے خیال میں آپ بھی Withdraw کریں گے۔

جناب اسرار اللہ خان: سر! جو آپ کا حکم ہو لیکن اس سلسلے میں میں یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ اگر آج آپ اس پہ بحث کر لیں کیونکہ ہمارے پاس ایک دن تو اور ہے اور جو آپ نے رولنگ دی ہے سر، اس کے تحت تو جب چیف منسٹر ہو گا، اسی پہ 'No confidence' ہو گا۔ بہر حال جو آپ کا حکم ہو، میری اس ضمن میں یہ

گزارش ہے کہ اگر اس کو کل تک Defer کر لیں پھر جیسے بھی آپ کا حکم ہو گا، ہم اس کے مطابق چلیں گے لیکن میری یہ گزارش ہو گی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ یہ واپس لیں۔

جناب اسرار اللہ خان: ٹھیک ہے سر، آپ کے کہنے پہ میں یہ Withdraw کرتا ہوں۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

شہزادہ محمد گستاسپ خان (قائد حزب اختلاف): سر! آپ ہمیشہ غیر جانبدار رہے ہیں۔ ہاؤس کے دونوں اطراف کو آپ نے اچھی طرح اپنے ساتھ چلایا ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ آخر میں کوئی ایسی Unpleasantness پیدا ہو اور ہاؤس میں یہ، ہم اگر جائیں، اب اگر بہت بھی، بہت بھی دن گزرے سر، تو کتنے دن گزریں گے؟ ہم نے پانچ سال اکٹھے گزار لئے ہیں اور ہم نہیں چاہتے کہ اب Unpleasantness ہو اور آپ پہ کوئی کسی قسم کی بات اٹھے۔ جس طرح آپ نے ایک Maturity کا آج پھر سے یہاں پہ ثبوت دیا اور آپ نے خود۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آنریبل منسٹر نے بجٹ کے دوران اپنا حق ادا کیا ہے، اگر وہ اپنے الفاظ واپس لے لیں ابھی تو یہ مہربانی ہو گی ان کی۔

قائد حزب اختلاف: سر!۔۔۔۔۔

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! میرا مطلب یہ نہیں تھا کہ آپ کی دل آزاری، اگر آپ کی میری کسی بات سے، وہ میرے جذبات سے جو دیکھ رہا تھا، سن رہا تھا، وہ میں نے بیان کیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ آپ کی دل آزاری ہے تو اس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

وزیر ٹرانسپورٹ: سر! میں اس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

قائد حزب اختلاف: سر! آپ نے یہ آج پہلی بار ہے جب ہاؤس ایک آزمائش میں آیا ہے اور میں تو سمجھتا تھا یہ بھی ایک جمہوری Process ہے اعتماد اور عدم اعتماد اور یہ سب باتیں، یہ ہاؤس کا ایک جمہوری حصہ ہے،

اس میں کسی کو اسے پرسنل کھینچنا نہیں چاہیئے اور بدمزگی نہیں پیدا کرنی چاہیئے، اسے حوصلے کے ساتھ برداشت کرنا چاہیئے جس طرح حوصلے کے ساتھ ہمارے سامنے والے بھائیوں نے پانچ سال حکومت کی ہے اور ہم نے برداشت کیا ہے جو ہمارے ساتھ ہوتا رہا ہے، اسی طرح دو دن تو وہ برداشت کر لیتے اور بدمزگی نہ پیدا کرتے۔ تو میں سر، جس طرح آپ نے استدعا کی سارے ہاؤس سے کہ No confidence motion جو ہے، واپس کیا جائے، ہم آپ کی استدعا پہ لبیک کہتے ہیں اور سر، ہماری یہ تحریک جو ہے، ہم اسے واپس کرتے ہیں آپ کے کہنے پہ جی۔

<u>جناب وجیہہ الزمان خان:</u> جناب سپیکر! صبح سے کافی پریشر تھا کہ واپس لو لیکن میں واپس نہیں لے رہا تھا لیکن جہاں آپ کی عزت کی بات ہے تو میں اپنا اختیار آپ کو دیتا ہوں۔

<u>Mr. Speaker</u>: Withdrawn.

<u>جناب اکرام اللہ شاہد:</u> مسئله جناب سپیکر، دا یو پوائنټ آف آرډر دے هغه یو خو ورځې کیږی، د مشرق اخبار رپورټر-----

<u>جناب سپیکر:</u> دغه شے خو Dispose of شی۔ جناب اسرار اللہ گنڈاپور! آپ بھی Withdraw کریں۔

<u>جناب اسرار اللہ خان:</u> ٹھیک ہے سر، Withdraw کرتا ہوں۔

<u>جناب سپیکر:</u> اور کسی معزز رکن کا تو نہیں رہا ہے جی؟

<u>قاضی محمد اسد خان:</u> جناب سپیکر!

<u>جناب سپیکر:</u> چونکہ تمام معزز ارکین جنہوں نے 'Vote of no confidence' move کیا ہے-----

(قطع کلامی)

<u>جناب سپیکر:</u> جی۔

<u>قاضی محمد اسد خان:</u> سر! اگر موقع دے دیں تو میں یہ کہہ دوں، آپ Withdraw کرانا چاہتے ہیں سر، تو بالکل کوئی اعتراض نہیں۔ میں نے اس کی Background بھی بتا دی کہ وہ کیا بات تھی جس پر میں نے-----

(مداخلت)

قاضی محمد اسد خان: تو میں آپ کو اختیار دیتا ہوں جی کہ واپس کر لیں۔

جناب سپیکر: Withdrawn۔ تمام ایم پی ایز نے Vote of no confidence کی جو موشن تھی، اس کو Withdraw کیا ہے۔ لہذا اب میرے خیال میں وہ Accordingly dispose of ہو گیا ہے۔

(قطع کلامی)

Mr. Speaker: Ji, honourable Chief Minister Sahib-----

جناب امانت شاہ: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: امانت شاہ صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟-----

جناب اکرم خان درانی (وزیر اعلیٰ): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ہمارے یہاں پر اس ہاؤس میں کچھ کم پانچ سال گزر رہے ہیں، پورے ہو رہے ہیں اور ہم نے کوشش کی کہ اس ایوان کو ایک پشتون کلچر، اپنی روایات اور اس صوبے کو جو اعزاز حاصل ہے، اس پہ ہم اس کو چلائیں اور میں شکریہ ادا کرتا ہوں سب ممبران اسمبلی کا کہ انہوں نے بھی ہمیشہ ان روایات کا خیال رکھا۔ میں کوشش کروں گا کہ کوئی تلخ باتیں یہاں پر نہ ہوں لیکن پھر بھی کچھ وضاحت کرنا چاہوں گا۔ کچھ چیزوں کے آپ خود بھی گواہ ہیں جو پانچ سال میں متواتر کچھ حالات کا سامنا ہمیں ہوا، مختلف ازمائشیں آئیں اور آج جس طرح کوشش کی گئی تحریک عدم اعتماد کی، میں اپنے ان غیور ساتھیوں کا پہلے مشکور ہوں جنہوں نے آخری وقت تک میرا ساتھ دیا (تالیاں) اور ہم نے تو آپ کو معلوم ہے، ساتھ جینے اور ساتھ مرنے کی قسم کھائی تھی۔ آج میری ساتھ اس وقت ان ساتھیوں نے جو کہ میں نے بات کی تھی، آخر تک انہوں نے جو قسم کھائی تھی، وہ نبھائی اور آج بھی ایوان جو ہے، اس کی اکثریت اکرم درانی پر اعتماد کا اظہار کر رہی ہے۔ (تالیاں) میں اس رب ذوالجلال کا مشکور ہوں جو قران پاک میں ہے کہ عزت دینے والا بھی وہی ہے عزت لینے والا بھی وہی ہے اور میں نے اسمبلی کے فلور پہ بھی، آپ گواہی دیں گے میرے گھر میں بھی، جلسہ عام میں بھی میں نے اس رب کی ذات پہ اعتماد کیا کہ اکرم خان درانی کے لئے اگر ایک گلاس کا پانی سی ایم ہاؤس میں ہے، تو وہ آخر وقت تک پیوں گا۔ (تالیاں) اس میں نہ کسی صدر کا اختیار چلے گا، نہ کسی جنرل کا اختیار چلے گا، ہمارا عقیدہ ہے کہ ایک اختیار ہے جو کہ اوپر کی ذات کا ہے اور وہ سب نے آج یہاں پر استقامت دکھاتے ہوئے مجھے سرخرو کیا اور وہ آخری

گلاس اس ناکام تحریک کے بعد بھی میں گھر پر صرف پیوں گا جو کہ میں نے کہا تھا کہ وہی ایک قوت ہے جو کہ ہٹانے والی ہے، عزت دینے والی ہے، عزت لینے والی ہے اور ان شاءاللہ آج بھی، یہ نہیں کہ یہ پہلی ٹائم ایک کوشش کی گئی ہے، یہاں پر اپوزیشن کے اندر رہتے ہوئے اس وفاقی حکومت نے، ٹھیک ہے صوبے کی حد تک اپوزیشن تھی لیکن یہاں پر جب کوشش کی گئی تو انہوں نے بھی اس جنرل کا ساتھ نہیں دیا، ایسے لوگ بھی تھے اور یہ عدم اعتماد پہلی بار نہیں ہے، اس کی بار بار کوشش کی گئی ہے۔ آپ خود اس کے گواہ ہیں اور کچھ ساتھی جو آج ہمارے یہاں پر نہیں ہیں، میرے گھر میں مشورے ہوتے رہے کہ ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔ ان شاءاللہ جو وعدہ اس صوبے کے عوام کے ساتھ ہم نے کیا تھا کہ اس صوبے کے پختونوں کا ہم شملہ کبھی نیچے نہیں کریں گے، کبھی وفاقی حکومت کو نیچی آنکھ سے نہیں دیکھیں گے (تالیاں) میں نے پرسوں بھی اس کو دعوت دی تھی کہ سب طاقت کو آپ ساتھ لاکر اور مجھے یہاں پر عدم اعتماد سے ہٹائیں۔ میں اس رب ذوالجلال کا مشکور ہوں کہ آج بھی وہ ناکام ہوئے اور یہاں پر میری ہی اکثریت ہے۔ (تالیاں) صوبے کی روایات کو دیکھتے ہوئے یہاں پر آپ سب، پرانے ساتھی بھی مجبور ہیں، ان لوگوں کو وہ عزت اپنی حکومت میں بھی نہیں ملی جو کہ اکرم خان درانی اور ایم ایم اے کی حکومت میں ملی۔ میں خود بھی اپوزیشن کا ایک رکن رہا ہوں اور ایک چیف منسٹر تھا جس نے اعلان کیا تھا کہ اکرم خان درانی کے حلقے میں کوئی ایک اینٹ بھی نہیں لگے گی۔ میں نے اپنے نظریے کا ساتھ دیا، میں نے اپنے اصولوں پہ سمجھوتہ نہیں کیا، ڈھائی تین سال میرے حلقے میں تعمیراتی کام بند رہے لیکن میں پھر بھی استقامت کے ساتھ اپنے نظریے کے ساتھ وابستہ رہا اور آج اس نظریے نے، آج اس اسقامت نے میں جب اکیلا آتا تھا اس ایوان میں اور میری گواہی کے لئے کوئی ساتھی نہیں ہوتا تھا، اس رب ذوالجلال کا مشکور ہوں کہ آج میں قائد ایوان ہوں اور پہلے میں اکیلا ہی آتا تھا۔ (تالیاں) اور جو لوگ نظریوں پر سمجھوتہ نہیں کرتے ہیں، جو اصولوں پر سمجھوتہ نہیں کرتے ہیں، جو غیرت کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں، سب سے اللہ کی ذات غیرتی ہے، وہ کہتا ہے کہ میں غیرت مند لوگوں کا ساتھ دوں گا اور یہ ثابت ہوا۔ تو آج کی جو بات ہے، یہ اختر نواز نے کی، میں بھی کھل کے کہنا چاہوں گا۔ اکرم خان درانی نے کوئی تاریخ نہیں دی ہے کہ میں فلاں تاریخ کو اسمبلی تحلیل کروں گا۔ ہمارے جتنے بھی ایم ایم اے کے اکابرین ہیں، اے پی ڈی ایم کے بزرگ تھے، انہوں

نے دو تاریخ دی تھی، اکرم درانی اس میٹنگ میں شامل نہیں تھا۔ اکرم درانی ایک سپاہی ہے، (تالیاں) وہ ایک جہادی گھر سے تعلق رکھتا ہے، اس کے اباواجداد نے بھی جہادی کلچر کو اپنایا ہے، تاریخ رقم کی ہے، انگریزوں کو اس ملک سے نکالا ہے، جائیدادیں ضبط کرائی ہیں اور میں وہی خون ہوں۔ آخر وقت تک دین اسلام کے لئے، اس ملک کے لئے اور اس ملک کی سلامتی کے لئے ان شاء اللہ لڑتا رہوں گا اور کبھی بھی اصولوں پہ سمجھوتا نہیں کروں گا۔ (تالیاں) اس دن، جب انہوں نے بات کی، میں نے ایک ہی بات کہی کہ اگر قانون ہے، میں اس کا بہت احترام کرتا ہوں، اگر رولز ہیں، میں اس کا احترام کرتا ہوں لیکن اے پی ڈی ایم اور ایم ایم اے کے قائدین جب مجھے کہیں گے کہ آپ دو تاریخ پہ اسمبلی تحلیل کریں گے تو میں اپنا گلا گھونٹ دوں گا لیکن دو تاریخ پہ ضرور اس کو تحلیل کروں گا۔ (تالیاں) اگر اخبار میں، میں نے کوشش کی تھی، اپنے اکابرین کو جس میں آپ کا قائد بھی شامل ہے، وہ میرا بھی قائد ہے، سب کو کہا تھا کہ تاریخ جو ہے، وہ اخبار میں نہ آئے کیونکہ ایک دشمن کو اگر پتہ چل جائے تو وہ منصوبہ بندی کرے گا۔ میں نے پرسوں بھی بات کی تھی کہ ہم اے پی ڈی ایم کے فیصلے کے پابند ہیں۔ اے پی ڈی ایم جھگڑا صاحب کے گھر میں جو فیصلہ ہوا تھا، وہ مسلم لیگ (ن) سے تعلق رکھتا ہے، چودھری نثار کے گھر میں جو فیصلہ ہوا تھا، اس میں لیاقت بلوچ اور مولانا فضل الرحمان ایم ایم اے کی نمائندگی کرتے تھے اور باقی جو ہمارے ساتھی تھے، وہ بھی تھے اور انہوں نے وہاں پر یہ بات کہی تھی کہ ہم اس صوبے کے کلچر کو داغدار نہیں کریں گے، اگر وفاقی حکومت عدم اعتماد کی تحریک لائی تو ہم ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ مجھے یہ افسوس ان ساتھیوں پہ ہے جو کہ سخت وقت میں آپ کا ساتھ چھوڑ دیں۔ (تالیاں) مجھے اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ کچھ ساتھی پانچ سال کے مزے لوٹتے رہے اور پندرہ دنوں میں مجھے چھوڑیں گے۔ مجھے پانچ تاریخ کو اس کا اندازہ ہوا، مجھے معلوم ہوا کہ فوائد تو وہ حاصل کرتے رہے لیکن جب کوئی نقصان کی چیز تھی، وہ ہمارے سر پہ تھوپیں گے۔ ہم تو اس حدیث کو اپناتے ہیں، اس پر عمل کرتے ہیں کہ اگر کسی کے عیب کو آپ چھپاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے عیب چھپائے گا اور وہ حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسے ساتھی سے بچائے جو کہ آپ کے ساتھ ہو لیکن آپ کی بے پردگی کو اچھالے۔ ہم نے ہمیشہ پانچ سال میں یہاں پر ایم ایم اے کے حکم پر ایک ایک بات پہ لبیک کہا ہے اور میں ایک ایسا شخص ہوں جو کہ زیادہ تر پریس میڈیا پہ نہیں بلکہ عملی کام پہ

یقین رکھتا ہوں۔ اکرم درانی کا ایک وقت تھا جب وہ میر افضل خان کے ساتھ ایڈوائزر تھا اور جب اس کے قائد نے اس کو بنوں میں فون کیا تو پانچ منٹ میں میر افضل خان کے گھر میں میرا استعفیٰ موجود تھا اور ایک سیکنڈ بھی میں نے دیر نہیں کی۔ (تالیاں) اور اکرم درانی وہ ہے، جب فارسٹ منسٹر تھا اور ایک دفعہ نگران میں جب منسٹر تھا، عبدالاکبر خان بھی میرے ساتھ منسٹر تھے اور جب قائدین نے فیصلہ کیا کہ لانگ مارچ اسلام آباد کو کرنا تھا اور اکرم درانی پورے صوبے کے واٹر ٹینک جو فارسٹ کے تھے، اس میں پانی اور گرمی کا موسم تھا، وہاں پر ہم نے برف بھی ڈالی اور اب وزارت کو ختم کرتے ہوئے اسلام آباد تک وزارت کے قافلے نے لانگ مارچ کی اور راستے میں پھر بات آئی کہ اسمبلی ٹوٹ گئی۔ ان شاءاللہ میں آج بھی اسی وعدے پہ قائم ہوں، اس ہاؤس سے جب باہر نکلوں گا، میں اس لئے یہ باتیں کرتا ہوں، میں یہاں پر اپوزیشن کا مشکور ہوں، انہوں نے ہمارا ساتھ دیا ہے، میں آج یہ ثابت کروں گا کہ اکرم درانی حکومت کرنے کا شوقین نہیں ہے، وہ ان شاءاللہ اپنے قائد اور اپنے قائدین کے حکم پہ دریا میں چھلانگ لگانے والا آدمی ہے، (تالیاں) اور آج یہاں پر میں ثابت کروں گا، پہلے اور لوگوں سے بھی بات کی ہے، ہم نے کبھی بھی اس لئے حکومت کو طول نہیں دی کہ ہم یہاں پر اپنے قائدین کی لیکن میں آج اس اسمبلی کی فلور پر یہ واضح کرنا چاہوں گا کہ آج بھی ایم ایم اے کے اندر تقریباً ایک جماعت کے علاوہ ساری جماعتوں نے استعفیٰ نہیں دیا ہے، غالبہ خورشید صاحبہ کا میں بے حد احترام کرتا ہوں لیکن ساجد نقوی صاحب کی پیروی اس نے نہیں کی۔ علامہ رمضان توقیر آج بھی میرے ساتھ ایڈوائزر ہیں، اس نے استعفیٰ نہیں دیا ہے، وہ ایم ایم اے کا حصہ ہے۔ آج بھی اختر نواز جے یو پی کا منسٹر ہے، اس نے استعفیٰ نہیں دیا ہے اپنے قائدین کے نقش قدم پر اور آج بھی اکرم درانی پر اعتماد ہے، کل بھی اور آخر میں بھی ہوگا، وہ بھی ہمارا اتحادی ساتھی ہے۔ اہلحدیث سے ڈاکٹر ذاکر شاہ صاحب بیٹھے ہیں، وہ بھی ایم ایم اے کا حصہ ہیں، ایم ایم اے کے ایم پی اے، ذاکر شاہ نے استعفیٰ نہیں دیا ہے، وہ ساجد میر کا سپاہی ہے اور اس نے بات کی ہے کہ ہم نے اسمبلی سے استعفے کی بات اس طرح نہیں کی ہے، اس لئے یہاں پر بیٹھا ہے اور آج ایک سپاہ صحابہ سے تعلق رکھتا ہے جو کہ مذہبی جماعت ہے، سامنے بیٹھا ہے، اس کا بھی اکرم درانی پہ اعتماد ہے کہ میں مذہبی جماعت سے تعلق رکھتا ہوں، رات کو بھی مجھے کہا ہے۔ (تالیاں) اور آج ایاز خان جو کہ آپ کو معلوم ہے سپیکر صاحب، کہ وہ سمیع الحق

گروپ سے تعلق رکھتا ہے اور ہم نے منسٹر، اس کے کھاتے میں ہے اور اس کے بعد بھی انہوں نے سینیئر گروپ بنایا اور آج اس کا ایم ایم اے میں شریک ہے تو ایم ایم اے ان شاء اللہ ابھی بھی Intact ہے، ایم ایم اے ہے، اس کو ہم رکھنا چاہتے ہیں اور جہاں تک میرے اکرام اللہ شاہد کی بات آئی، اس کے وہاں پر حامد الحق نے تو استعفیٰ دیا ہے، وہ کس اخلاقی اقدار پر یہاں پر بیٹھا ہے؟ میں ان باتوں کو نہیں یہاں پر لاؤں گا کہ آج بھی عدم اعتماد کے لئے یا پریذیڈنٹ کے ووٹ کے لئے جو اندر سے کام تھا اس چیز کا، وہ کس نے سرانجام دیا ہے؟ میں اس پہ نہیں آؤں گا۔ آپ سن لیں میں اس پہ نہیں آؤں گا کہ اس بات کو۔۔۔۔

جناب اکرام اللہ شاہد: جناب سپیکر! آپ پھر مجھے موقع دیں گے اپنی وضاحت کے لئے۔

جناب وزیر اعلیٰ: میں اس پہ نہیں آؤں گا کہ ایک ایم ایم اے کی کتاب پر بن کر وہ پریذیڈنٹ مشرف کو کس طرح ووٹ دے سکتا ہے؟ وہ کس طرح ایم ایم اے کی کتاب پر ممبر بن کر وہاں پہ پریذیڈنٹ مشرف کو ووٹ دے سکتا ہے؟ ابھی میں آخر میں ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں سپیکر صاحب، کہ یہاں پر اس ملک کو اتحاد کی ضرورت ہے، اتفاق کی ضرورت ہے۔ ہمارے ملک کے جو اندر کے حالات ہیں اور ہمارے پڑوس کے جو حالات ہیں اور ہمارے یہاں پڑوس میں قبائل پہ جو بمباریاں ہو رہی ہیں، وہاں پر جو تباہی ہو رہی ہے، وہاں پہ جو خون، قتل عام ہو رہا ہے، ہم نے مل کر اسمبلی کے فلور جو ہے، اس کو ہم عظیم نعمت سمجھتے ہیں، صوبے کی سب سے بڑی عزت کا مقام یہاں پر آپ کا فلور اور یہ اسمبلی ہے لیکن ہم گلی کوچوں میں بھی اپنے قبائل کے لئے بات کریں گے، اپنے ملک کے دفاع کے لئے بات کریں گے اور اس سے نکل کر میں خود بھی وہ آدمی ہوں کہ میں آج بھی فیزیو تھراپی کرتا ہوں سردیوں میں جب وہ دن آتے ہیں جو میں نے لاٹھیاں پولیس کی کھائی ہیں، میں خود بھی ایک سیاسی ورکر ہوں، یہاں پر کوئی جیل نہیں جس میں میں نہیں گیا ہوں اور آج بھی وہ اکرم درانی اس منصب سے جا کر وہی جمعیت علمائے اسلام کا سپاہی ہوگا۔ جو تحریک ہوگی، اس کے لئے سب سے زیادہ ڈنڈے اکرم درانی کھائے گا۔ (تالیاں) وہ ہمیشہ سامنے ہے تو میں ایک بار پھر مشکور ہوں سب ایوان کا اور آج یہاں پر اتنی لمبی بحث نہیں ہونی چاہیئے تھی۔ جو لوگ مجھے نہیں چاہتے، وہ یہاں پر کھڑے ہو کے میرے خلاف اکثریت پیش کرتے۔ میں ان کا بھی مشکور ہوں جو یہاں پر آج حاضر نہیں ہیں۔ انہوں نے اپنی پارٹی کو یہی بات پہنچائی کہ اکرم درانی کے خلاف ہم کس طرح عدم اعتماد کریں

گے جس نے پانچ سال ہمیں عزت دی ہے؟ آج اگر اکتیس اراکین میں سے کچھ لوگ یہاں پر نہیں آئے ہیں اور یہاں پر یہ سیٹیں خالی ہیں تو ان اکتیس اراکین میں سے اکثر کا مجھ سے فون پہ رابطہ ہوا ہے۔ میں یہاں پر اپوزیشن لیڈر کا بھی مشکور ہوں کہ یہاں پر انہوں نے اچھے طریقے سے آپس میں ایک ٹائم گزارا لیکن خاصکر میں ان حضرات کا بے حد مشکور ہوں جنہوں نے عدم اعتماد تحریک پہ دستخط کئے تھے جو کہ ان کو مجبور کیا گیا تھا اور ان کو بتایا گیا تھا، آج قاضی اسد نے کہا کہ ہمارے ساتھ غلطی ہوئی ہے۔ اس کے گھر کے آدمی نے وضاحت کی، غالبہ خورشید نے بات کی کہ جو ہمیں بتایا گیا تھا اس دن، اس سے انحراف ہے تو اگر اس تحریک میں جس کا اس پہ دستخط ہو، وہ خود کہتا ہے کہ ہمیں استعمال کیا گیا ہے، ہمیں دھوکہ دیا گیا تو میں اس سے اور وضاحت کیا چاہوں گا؟ میں مشکور ہوں ان سب حضرات کا۔ میں اس غیرت مند، اس پختون اسمبلی کے ہر رکن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے یہاں پر آکر اور اس صوبے میں ہم نے وہ کام سرانجام دیئے ایم ایم اے کی گورنمنٹ میں، 104 ڈگری کالج پورے صوبہ سرحد میں تھے، آج 90 ڈگری کالج نئے بنے ہیں۔ تین یونیورسٹیاں تھیں، ابھی سات یونیورسٹیاں نئی بن گئی ہیں اور یہاں پر اپوزیشن کے ارکان آپ کے گھر میں تھے اور انہوں نے کہا کہ ابھی نرخ بڑھ گئے ہیں، قیمتیں بڑھ گئی ہیں، پچاس لاکھ روپے سے کوئی اتنا کام نہیں ہوسکتا، چیف منسٹر صاحب، آپ اس کو ایک کروڑ کردیں۔ آپ کے گھر میں بات تھی، ساری اپوزیشن موجود تھی۔ آپ کے گھر میں میں نے اس کو پچاس لاکھ روپے سے بڑھا کر ایک کروڑ روپے کر دیا کہ اس صوبے کی Development ہو اور ان شاءاللہ میں آج بھی یہ واضح کرنا چاہتا ہوں، جو آنے والا وقت ہے، وہ بتائے گا، اوپر سے خدا گواہ ہے کہ ہم نے اس غریب صوبے کی کس طرح خدمت کی ہے، ان دور دراز آفت زدہ افراد کا اگر میں ذکر نہ کروں، آج آٹھ اکتوبر ہے اور وہ دن مجھے یاد آرہا ہے جو کچھ ہمارے پانچ اضلاع میں ہوا تھا اور اس کے لئے جس طریقے سے وسائل ہم نے پیدا کئے، وہ ان شاءاللہ تاریخ کا ایک حصہ ہوگا۔ باقی ہم نظریاتی لوگ ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ اختلافات کر سکتے ہیں، ایک دوسرے کو سمجھا بھی سکتے ہیں لیکن ہم میں کسی پر کوئی پریشر والی بات نہیں ہے۔ زر گل خان کا لاڈھا کہ سے تعلق رکھتا ہے، (ق) لیگ کا ہے، جب میں وہاں پر گیا، اب تک ہمارے ایم ایم اے کے ایم این اے یا سینیٹر کو پچاس لاکھ روپے جو پہلے سال دیا کرتے تھے، وہ بھی وفاقی حکومت نے بند کئے، آج اس صوبے میں جو ایم ایم اے کے

اراکین ہیں، وفاقی حکومت نے ان کے فنڈز مکمل طور پر بند کئے ہیں، پیپلز پارٹی کے جتنے اراکین تھے وہاں پر، ان کے فنڈز بند کئے ہیں لیکن میں نے ایک ہی حلقے میں جا کر پینتیس کروڑ روپے کا اعلان کیا، یہ میرے ساتھ تھا۔ (تالیاں) اور میں نے ہر ایک وہاں پر، یہ نہیں، آج مجھے افسوس ہے کہ مشتاق غنی نہیں ہے، آج مشتاق غنی نہیں ہے، ایبٹ آباد میں ہے، وہاں پر اس کے لئے میں نے جو اعلانات کئے ہیں، وہ بھی گواہ ہے اور کالاڈھاکہ کا ایک ارمان میں ساتھ لے کے جاؤں گا، میں نے کوشش کی ہے، میں نے کوہستان اور کالاڈھاکہ کی ترقی کے لئے ابھی ڈیڑھ ارب روپے کی منظوری دی ہے۔ ایک سو خاصہ دار جو کہ زندگی میں کسی نے کالاڈھاکہ کے لئے نہیں دیئے ہیں، میں نے ایک سو خاصہ دار بھی دیئے کہ وہاں پر وہ اپنا نظام چلا سکیں۔ تو میں اپنے ساتھیوں کا مشکور ہوں لیکن میں اس ایوان سے جاتے ہوئے۔۔۔۔

<u>جناب زرگل خان</u>: سر! لږ ټائم به را کوئ جی۔

<u>جناب وزیر اعلیٰ</u>: ان شاء اللہ، ان شاء اللہ اس ایوان سے جاتے ہوئے وہ اے پی ڈی ایم کا فیصلہ برقرار رکھوں گا جس کی وہاں پر جھگڑا کے گھر منظوری دی گئی تھی۔ میں اس فیصلے کو عملی جامہ پہناؤں گا جو چوہدری نثار علی خان کے گھر میں ہوا تھا اور میں اس منصوبے کو عملی جامہ پہناؤں گا جو اخبارات کی زینت تھی اور ہم یہ ثابت کریں گے کہ ان شاء اللہ ہم حکومت کے شوقین نہیں ہیں۔ (تالیاں) ہر ایک آدمی کی اپنی منصوبہ بندی ہوتی ہے اور آخر میں اگر میں جذبات میں آیا ہوں اور کچھ ایسی بات منہ سے نکلی ہے، روزہ ہے، تو میں ان سب معزز اراکین سے معافی چاہتا ہوں، اگر کسی کے دل کو اس سے ٹھیس پہنچی ہو۔ کوئی ایسی بات ہو جو کہ یقیناً جذبات کے انداز میں میں نے کی ہو، میں کسی کی بے عزتی کا سوچ بھی نہیں سکتا، میں نے ہمیشہ جمہوری لوگوں کی عزت کا خیال رکھا ہے لیکن شاید کبھی کبھی ایسے دن آجاتے ہیں جب آدمی جذبات میں ہوتا ہے۔ تو اگر اس معزز ایوان میں میرے منہ سے کوئی ایسی بات نکلی ہو جس پر میرے کسی ساتھی کو کوئی ٹھیس پہنچی ہو تو میں اس پر معذرت چاہتا ہوں اور آخر میں سب ممبران اسمبلی کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

(تالیاں)

(قطع کلامیاں/شور)

<u>جناب زرگل خان</u>: جناب سپیکر صاحب!

جناب اکرام اللہ شاہد: جناب سپیکر! مخکښې ما وئیلی دی نو ما ته موقع را کړئ-----

جناب ظفر اعظم (وزیر قانون): وزیر اعلیٰ صاحب کی Windup تقریر کے بعد یہ پروٹوکول کے خلاف ہے کہ اس کے بعد جواب الجواب کیا جائے۔ لہذا میں آج چیئر سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ اس جواب الجواب سے کچھ وہ نہیں بنتا-----

جناب زر گل خان: سر! یہ کالاڈھاکہ پسماندہ علاقہ ہے، اس کو موقع دیں بولنے کا جی-----

وزیر قانون: یہ موقع-----

جناب زر گل خان: دور دراز علاقہ ہے سر، ہمیں موقع دیں کہ ہم بولیں۔

وزیر قانون: چیف منسٹر کی تقریر کے بعد پروٹوکول کے خلاف ہے تو میں ریکویسٹ کرتا ہوں جی-----

جناب زر گل خان: کالاڈھاکہ کو بولنے دیں سر-----

جناب اکرام اللہ شاہد: جناب سپیکر! Personal explanation د یو ممبر حق دے او زمونږ نوم واخستې شو او مونږ ته اشاره اوشوه نو تاسو مهربانی اوکړئ، د انصاف د تقاضې مطابق ما ته موقع را کړئ چې زه خپل وضاحت اوکړم سر-----

(شور)

جناب سپیکر: اکرام الله شاهد صاحب! زما په خپل خیال که بس-----

جناب اکرام اللہ شاہد: دا ډیره ضروری خبره ده. دا د اسمبلئ په ریکارډ باندې راغله او مونږه یوه خبره کوؤ. خبره سر، دا ده چې ایم ایم اے د شپږو مذهبی جماعتونو نوم وو، د اسلام په نوم ئے ووټ اخستې وو، د کتاب په نوم ئے ووټ اخستې وو او خلقو ورته دومره لوئے مینډیټ ورکړے وو، د دې د پاره ئے نه وو ورکړې چې هغوی د اکرم درانی په کرسئ باندې کښینوی او د دې صوبې د ټولو-----

جناب امانت شاہ: سپیکر صاحب! تاسو ورله فلور نه دے ورکړې او دے لګیا دے۔

جناب اکرام اللہ شاہد: دویمه دا چې کله ایم ایم اے په-----

جناب امانت شاہ: سپیکر صاحب فلور نه دے ورکړے-----

جناب اکرام اللہ شاہد: او په سترهویں ترمیم باندې او په ایل ایف او باندې او د صدر صاحب چې کومه کارگزاری کړې ده او بیا دا ثومره قتل عام چې شوے دے، دا قتل عام د دوئ د لاسه شوے دے او دا اوس چې وزیر اعلیٰ د پنجاب راغلې وو د حسن جان مولانا د فاتحې د پاره، هغه څه چل کړے وو، ثومره بریف کیسونه ئے راوړی وو؟ د دې وزیر اعلیٰ صاحب هغه گوشواره زما سره شته چې په هغې کښې څه دی-----

جناب امانت شاه: سپیکر صاحب! هغه ایل ایف او هم او شوله زه په افسوس سره دا خبره کومه چې هلته کښې دا خبره رایاده شوله سپیکر صاحب، چې کله د ایل ایف او تعاون چلیدو نو مولانا سمیع الحق باقاعده د مجلس عمل یو رکن وو او دے پخپله د متحده مجلس عمل یو رکن وو او ما ته ښکاری سپیکر صاحب، ده په هغه وخت کښې خبره نه کوله خو کله چې ده خپله استعفیٰ ایوان ته ورکړله، د دغه نه پس دے دا خبره کوی۔ ده له پکار دا وو-----

(شور)

جناب سپیکر: تاسو کښینئ، کښینئ۔ امانت شاه صاحب! کښینئ تاسو۔ کښینئ، امانت شاه صاحب! کښینئ تاسو۔

جناب اکرام اللہ شاہد: جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: عبدالاکبر خان!

جناب زرگل: جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جی۔

جناب زرگل: سپیکر صاحب!

(قطع کلامیاں/شور)

جناب زرگل: جناب سپیکر صاحب! ایک منٹ چاہیئے جی صرف۔

(قطع کلامیاں/شور)

جناب زرگل: جناب سپیکر صاحب! یو منټ جی، څه دغه خبره نه ده جی۔ لږ Clarification کوؤ۔

(قطع کلامیاں/شور)

میاں نثار گل: شکریہ، جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! میں سارے ایوان کا اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور یہ ریکویسٹ کرتا ہوں کہ مجھے پانچ چھ منٹ اس فلور پہ دیئے جائیں تاکہ میں کچھ وضاحت آپ کے سامنے پیش کرلوں آپ کی اجازت سے۔ محترم جناب سپیکر صاحب، محترم وزیر اعلیٰ اکرم خان درانی صاحب، اراکین اسمبلی اور پریس کے دوستوں، السلام علیکم۔ جناب سپیکر! آج میں سب ایوان کا اور متحدہ مجلس عمل کی حکومت کا اور اپوزیشن کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میں میاں نثار گل کاکاخیل، ضلع کرک کے حلقہ PF-40 سے پاکستان تحریک انصاف کے ٹکٹ پر 10 اکتوبر 2002 کو صوبائی اسمبلی کا ممبر منتخب ہوا۔ جناب سپیکر! اس پانچ سال کے دور میں ایک رکن اسمبلی کو آپ نے، اپوزیشن نے اور وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد نے جو عزت دی ہے، میں اس کو زندگی بھر یاد رکھوں گا۔ جناب سپیکر! بدقسمتی سے اس حکومت کے آخری دنوں میں صدر پاکستان، جنرل مشرف کی صدارت کا اعلان ہوا جس میں اے پی ڈی ایم نے فیصلہ کیا کہ ہم اسمبلی سے مستعفی ہوں گے اور ساتھ ساتھ صوبائی اسمبلی کو دو اکتوبر کو تحلیل کریں گے۔ جناب سپیکر! آپ گواہ ہیں کہ میں نے اپنا استعفیٰ 29/9 کو دستخط کرکے آپ کو اور اپنے قائد، عمران خان کو دیا لیکن اس دوران اپوزیشن نے وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کی۔ جناب سپیکر! دو اکتوبر کو اسی اسمبلی میں، پریس بھی گواہ ہے، ہم سارے گواہ ہیں کہ ہم نے اٹھ کے یہ کہا کہ جب تک وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد پر عدم اعتماد کی تحریک کو، ہم اس وقت تک استعفیٰ نہیں دیں گے۔ جناب سپیکر،۔۔۔۔۔

جناب اکرام اللہ شاہد: جناب سپیکر صاحب! پوائنټ آف آرډر جی۔ میاں صاحب اومنله چې ما استعفیٰ تاسو له درکړې ده نو بیا دے څنګه په دې اسمبلئ کښې ناست دے؟ دا خو دوئ اووئیل جی۔۔۔۔

میاں نثار گل: آپ مجھے بولنے دیں، مجھے بولنے دیں نا؟۔۔۔۔

جناب اکرام اللہ شاہد: دا خو ده اووئیل، په فلور باندې ئے اووئیل چې ما استعفیٰ درکړې ده او تاسو له مې درکړې ده نو اوس خو ده ته دا حق نه دے حاصل په

اسمبلئ کېنې۔ تاسو په دې رولنګ وکړئ چې کله یو ممبر سپیکر ته استعفیٰ ورکړې ده نو د هغه رکنیت ختم شو۔ ده اوس اووئیل، میاں صاحب اووئیل او۔۔۔۔۔

(شور)

میاں نثار گل: پھر وہ استعفیٰ سپیکر سے واپس لیا دوبارہ۔ جب لے لیا۔۔۔۔۔

ایک رکن: سپیکر صاحب! کو نہیں دیا ہے۔۔۔۔۔

میاں نثار گل: جناب سپیکر! وہ اس طرح پھر میں نے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!۔۔۔۔۔

میاں نثار گل: جناب! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ استعفیٰ میں نے آپ سے واپس لیا۔ اس دوران۔۔۔۔۔

جناب اکرام اللہ شاہد: دا استعفیٰ څنګه دوئ واپس اخستې شي؟

(شور)

میاں نثار گل: جناب سپیکر! اس دوران اے پی ڈی ایم کے۔۔۔۔۔

(شور)

جناب امانت شاہ: اکرام اللہ شاهد صاحب! ډیرزیات دغه مه کوه۔۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز، پلیز۔۔۔۔۔

جناب امانت شاہ: تا ته خپل څیز ملاو شوے دے۔۔۔۔۔

جناب اکرام اللہ شاہد: تاسو هم وصول کړے دے۔۔۔۔۔

جناب امانت شاہ: څیز در ته ملاؤ شوے دے، بس ئے کړه۔

میاں نثار گل: جناب سپیکر! اس دوران۔۔۔۔۔

(شور)

جناب امانت شاہ: شے در ته ملاؤ دے۔

(شور)

میاں نثار گل: امانت شاہ صاحب! پلیز۔۔۔۔۔

(شور)

میاں نثار گل: جناب سپیکر! اس دوران اے پی ڈی ایم کے ممبران نے استعفیٰ دیا اور جناب سپیکر، ۔۔۔۔۔

(شور)

جناب زرگل: بس کړه مړه، کېنینه سړیه۔

(شور)

میاں نثار گل: جب تک وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد پر عدم اعتماد ختم نہ ہوا ہو تو میں ان شاءاللہ تعالیٰ اس ایوان کا ممبر رہوں گا۔ جناب سپیکر! آج عدم اعتماد کا سلسلہ کمپلیٹ ہو گیا ہے اور میرا استعفیٰ میرے ہاتھ میں ہے اور میری ماں نے مجھے کہا تھا کہ کسی۔۔۔۔۔

(شور)

میاں نثار گل: اور میں نے شکر الحمدللہ وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد کو بھی دھوکہ نہیں دیا اور میں جناب سپیکر، آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر ساؤنڈ سسٹم کی خرابی کے باعث تقریباً ایک منٹ چالیس سیکنڈ کارروائی کی ریکارڈنگ نہیں ہو سکی)

جناب زرگل: جناب سپیکر صاحب! شکریه، جی۔ څنګه چې وزیر اعلیٰ صاحب خبرې اوکړې جی، خبرې به په حقیقت کوؤ، دورغ به نه وایو۔ دا هاؤس چې دے نو دا ګواه دے چې زما تعلق د مسلم لیګ (ق) سره وو لیکن په دې فلور آف دی هاؤس د دې وزیر اعلیٰ صاحب او د دې ایم ایم اے حکومت ما شکریه هم ادا

کړې ده (تالیاں) په هغه وخت کښې په بجټ تقریر کښې چې د کومې زما خلاف ډیرې خبرې په مرکز کښې او هر ځائے شوی دی لیکن زه هیڅ چرې دروغ نه وایمه او دا زما ملګری ناست دی چې په مرکز کښې کله میټنګ او خبره شوې ده نو ما حقیقت سره، زما دا خبره وه، شیرپاؤ خان ناست وو په هغې کښې او ما وئیل چې دا د نن نه مونږه ممبران نه یو، د 1985 نه راځو او ما په هغې کښې دا وئیلې وو چې کوم د ایم پی اے مخصوص فنډ وی نو ما اووئیل چې شیر پاؤ خان،

هغه تاسو هم نه دے راکړے ، سردار مهتاب هم نه وو راکړے او اکرم درانی هغه ورکړے دے نو مونږه ئے هلته هم شکریه ادا کړې ده۔ (تالیاں) خو حقیقت چې دے جی حقیقت له به راځو چې څنګه د چهتیس کروړ یا پینتیس کروړ خبره کیږی نو سر، په 2002 کښې الیکشن شوے دے او په 2001 کښې اے ډی پی راواخلئ، هغه د ستره کروړ روډونه د طارق عزیز په وینا شکیل درانی شامل کړی وو، دے حکومت نه دی کړی۔ رشتیا به وایو جی۔ چې څو پورې د سپیشل پیکج تعلق دے ، هغه سپیشل پیکج هم د طارق عزیز په وجه شکیل درانی چې چیف سیکرټری وو، الیکشن دوران کښې زه Candidate ووم، هغه تلې وو او هلته ئے اعلان کړے وو خو څه وخت هغه تیار شو، د ایم ایم اے حکومت راغلې وو، وزیر اعلیٰ صاحب د هغې اعلان کړے دے چې څو پورې چې د این اے 66 کروړ روپو تعلق دے نو په 1986 کښې هغه یو ایس ایډ پروګرام کالا ډهاکې له منظور شوے وو نو بیا د پریسلر امنډمنټ په ذریعه هغه پروګرام ختم شو۔ څه وخت چې امریکې Sanction ختم کړو نو هغه پروګرام هم د طارق عزیز په دفتر کښې جی نینسی پاول هغه راغوښتې وه او دا ئے پرې بیا منظور کړے وو کالا ډهاکې له او هغه ریان سی کروکر، قسم مې د په خدائے وی چې هغه هم د طارق عزیز په دفتر کښې ریان سی کروکر ئے راغوښتې وو، ما ورسره ملاقات کړے وو خو کالا ډهاکې له چې په هغې وخت کښې هغه 58 ملین ډالر وو، اوس هغه ساړهې چار ارب روپئ جوړیږی، ایم ایم اے دا انصاف کړے دے چې هغه ساړهې چار ارب روپئ ئے د کالا ډهاکې په ځائے کوهستان له ورکړی دی، کالا ډهاکې له هغه حق نه دے ورکړے شوے جی۔ جناب سپیکر صاحب! ما د دې وزیر اعلیٰ صاحب هر ځائے کښې شکریه ادا کوله چې تی ایس پی کړے دے لیکن ډیر افسوس دے ، دا ئے ښه نه دی کړی چې دې ځل له ئے ما له هم تی ایس پی رانکړه نو زه دروغ نه شم وئیلې جی۔ که ئے راکړے وی نو ما به په دې هاؤس کښې وئیل او هر ځائے کښې به مې وئیل۔ نمبر دو خبره سر، په دې هاؤس کښې شاه راز خان چې وزیر خزانه وو، د هغه ریکارډ موجود دے او هغه وئیلې وو۔۔۔۔

وزیر قانون: جناب سپیکر صاحب! زر گل کی۔۔۔۔

جناب زر گل: چې د دې زر گل په وجه صوبه سرحد ته آتهه ارب روپئ ملاویږی۔۔۔۔

وزیر قانون: یہ تو۔۔۔۔۔

جناب زرگل: ایک منٹ جی، آپ بعد میں بات کریں۔۔۔۔۔

وزیر قانون: یہ تو کوئی تک نہیں ہے۔۔۔۔۔

جناب زرگل: کښېنه، کښېنه ګنې نور د رته۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

وزیر قانون: کښېنه مړه ما کتلے ئے، ما کتلے ئے، پرېږده۔

جناب زرگل: جناب سپیکر صاحب! هغه شاه زار خان، ریکارډ موجود دے چې هغه وئیلي وو۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

وزیر قانون: ما پرون شکر ادا کړو، دا د پښتنو۔۔۔۔۔

جناب زرگل: چې د دې زرګل خان په وجه صوبه سرحد ته 8 ارب روپئ ملاویږی۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

وزیر قانون: دې ته پختون وائی۔۔۔۔۔

جناب زرگل: سپیکر صاحب! آخری خبره کومه چې اته اربه روپئ د زرګل په وجه دې صوبې ته ملاویږی۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

وزیر قانون: دا کالا ډ ها که خو تا سو برباده کړه۔۔۔۔۔

جناب زرگل: او په دې فلور آف دی هاؤس ئے وئیلي وو چې چھ پرسنټ، مونږه د کومو علاقو لکه تمباکو، ګرګری ګیس او تربیله ډیم او کومې علاقې تباه شوی دی، هغوی له به چھ پرسنټ فنډ ورکوؤ، ما ته د اوښائی وزیر اعلیٰ صاحب چې هغه تی ایس پی نه ده ورکړې، یو پرسنټ د ما ته اوښائی چې هغه ئے متاثرینو ته ورکړی وی۔ هغه کالا ډ ها کې د پاره چې چا اوسه پورې، جنرل پرویز مشرف 225

کنال زمکه ورله په مانسهره کښې واخسته خو دې وزیر اعلیٰ مولانا عبدالمالک په وینا ټیلی فون اوکړو او هغې متاثرینو له اوسه پورې هغه پلاټونه ئے ورکړی دی، چې کوم ئے ښه کړی دی، په هغې به ښه وایو، چې کوم ئے بد کړی دی، د هغې به بد وایو۔ نه د هغوې نه ویرېږو او نه د دوئ نه ویرېږو۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

وزیر قانون: ستا خو نه ژبه شته، نه د دین شته او نه د ایمان۔ پرون د وئیل چې شکریه ئے ادا کوؤ او نن وائے چې ناشکری کوؤ نو ستا به څه۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ معززاراکین اسمبلی! کاش کہ آج اس کرسی کی بجائے میں اس فلور پر ہوتااور ان شاءاللہ یہ جمہوری روایات ہیں کہ اس کی بجائے شاید مستقبل میں اگر کہیں موقع ملاتو میں ادھر ہی ہوں گااور میں نے 1985 سے لیکر آج تک یعنی سوائے ان پانچ سال کے کہ میں سپیکرشپ کے اس کرسی پر براجماں ہوں، میں نے ہمیشہ، جس طرح چیف منسٹر صاحب نے کہہ دیا، اپوزیشن میں اپنی سیاسی زندگی گزاری ہے۔ان پانچ سالوں میں مجھے واقعی تجربہ ہو گیا ہے کہ اللہ نے جو دو کان دیئے ہیں تو یہ اس لئے دیئے ہیں کہ سب سے مشکل کام جو ہے، وہ سننا ہےاور آسان کام جو ہے، وہ بولنا ہے،اس لئے زبان ایک ہےاور کان دو ہیں، سننااور سنانااور ایک وکیل سے یہ کہا تھاایک جج نے غالباً کہ بھئی، آپ آجائیں جج بنیئے تو وکیل نے کہا کہ میں اس پوزیشن میں ہوں کہ میں گھنٹوں تک یعنی Nonsense بات دوسروں کو سناؤں لیکن میں قطعاً اس بات کے لئے تیار نہیں ہوں کہ ایک سیکنڈ کے لئے میں Nonsense بات کو سن لوں۔اس کہنے سے میرا مطلب یہ ہر گز نہیں ہے یعنی اس ایوان میں پانچ سال گزرتے ہوئے خواہ ٹریژری کی طرف سے ہواور بالخصوص اپوزیشن کی طرف سے،اس ایوان کی جولاج رکھی گئی ہے، جو تعاون میرے ساتھ کیا گیا ہے، میں اپوزیشن کو بالخصوص اور ٹریژری بنچز کو خراج تحسین ان کے Contribution پہ،ان کے تعاون پر پیش کرتا ہوں۔یہ جس وقت بحیثیت ممبر 25 نومبر کو میں نے حلف لیا اور 27 نومبر کو، وہ بھی رمضان کا مہینہ تھا، مجھے یاد ہے اور بحیثیت سپیکر اس ایوان کی Vast majority نے مجھ پر اعتماد کیااور ان شاءاللہ، میں چیلنج کرتا ہوں کہ آج بھی اس ایوان کا اعتماد، باوجود اس

کے کہ اس سے ہمارے کچھ ساتھی چلے گئے ہیں لیکن میں چیلنج کرتا ہوں کہ آج بھی وہ اعتماد مجھے حاصل ہے۔ (تالیاں) کیونکہ میں اس خوش فہمی میں نہیں ہوں، میں حقیقت بیان کرنا چاہوں گا کہ مجھے ہٹانے کے لئے کم از کم 63 ممبرز ہونے چاہئیں جو کہ کسی کے پاس بھی نہیں ہیں اس موجودہ صورتحال میں لیکن بہر حال اس موضوع پر میں آتا ہوں کہ 25 نومبر 2002 رمضان المبارک کے آخری عشرے میں بحیثیت ممبر صوبائی اسمبلی میں نے حلف اٹھایا تھا اور اس کے دو دن بعد اس بابرکت مہینے میں نے جس طرح جناب ہدایت اللہ خان چمکنی (مرحوم)، سابق سپیکر سے سپیکر کے عہدے کا حلف لیا تھا، اس وقت سے لیکر آج تک یعنی تقریباً پانچ سال سپیکر کے اعلیٰ عہدے پر فائز رہتے ہوئے میں نے آئین اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے حکومت اور اپوزیشن، دونوں کے درمیان بغیر کسی امتیاز کے اجلاسوں کے دوران مکمل طور پر انہیں اپنی رائے کا اظہار کرنے اور اپنے حلقہ نیابت کی نمائندگی کرنے کا پورا پورا موقع فراہم کیا ہے اور جہاں پر بھی حکومت کو صوبے کے عوام کے مفاد میں رہنمائی کی ضرورت پڑی تو میں نے بحیثیت سپیکر اور اسمبلی سیکرٹریٹ کے سٹاف نے اپنے فرائض منصبی اور حکومت کی رہنمائی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، جس کی میں ایک مثال پیش کرنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ بجٹ اجلاس میں فنانس بل میں حکومت سے ایسی غلطی ہوئی تھی کہ اگر میرے رفقائے کار اس کی نشاندہی نہ کرتے تو صوبے کو بجلی کی محصولات کی مد میں کروڑوں نہیں بلکہ اربوں کا نقصان اٹھانا پڑتا جو کہ نہ صرف صوبے کے بلکہ یہاں کے کروڑوں عوام کی زندگیوں سے کھیلنے کے مترادف ہوتا۔ نیز ہم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ ہوتے۔ اس سلسلے میں اسمبلی سیکرٹریٹ کے ان باصلاحیت افسران کو داد دیتا ہوں جن کی بروقت نشاندہی اور باریک بینی کی بدولت صوبے کو ایک ناقابل تلافی نقصان سے بچایا گیا۔

معزز اراکین اسمبلی! ان پانچ سالوں کے عرصے میں بحیثیت انسان اپنے فرائض منصبی انجام دینے میں ضرور کمی کوتاہی ہوئی ہوگی لیکن یہ کمی کوتاہی دانستہ طور پر نہیں کی گئی ہے۔ لہٰذا اگر کسی معزز رکن کو میری نادانستہ غلطی کی وجہ سے کوئی دکھ پہنچا ہو تو میں رمضان المبارک کے اس مبارک مہینے میں جو کہ اس کا پہلا عشرہ رحمتوں کا عشرہ ہوتا ہے، دوسرا عشرہ مغفرت کا عشرہ ہوتا ہے اور تیسرا عشرہ جو کہ آج پچیسویں

رمضان ہے اور اختتام پر ہے، اَتقٰی کُمْ من النار یعنی جہنم کی آگ سے نجات کا عشرہ ہے۔ اللہ ہم سب کی گناہوں کو معاف فرمائے۔ تو میں ان سے معافی کا طلب گار ہوں۔

میں اعتماد کے ساتھ یہ عرض کروں کہ میں نے آئین اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے ہر مشکل مرحلے میں حکومت اور اپوزیشن کے درمیان ہم آہنگی اور بھائی چارے کی فضاء پیدا کرنے کی حتی المقدور کوشش کی لیکن یہاں پر اس امر کی نشاندہی پر افسوس ہے کہ اسمبلی کی کارروائی میں بعض دفعہ وزراء کی عدم دلچسپی نے مجھے بحیثیت سپیکر بہت مایوس کیا اور اس موقع پر میں خصوصاً اپوزیشن کے کردار کو سراہوں گا جنہوں نے مجھے بروقت سپورٹ کیا اور میری ہر بات پر میری لاج رکھی، جس طرح آج بھی معزز اراکین اسمبلی کو استدعا کی اور وہ انہوں نے یعنی اپنی تحاریک کو Withdraw کیا اور ایسا کئی مرتبہ ہوا ہے اور میں نے اپنے خداداد صلاحیتوں سے اور آپ لوگوں کے تعاون سے استفادہ کیا ہے لیکن پھر بھی کوتاہی کا معترف ہوں۔ میں خصوصاً تمام پارلیمانی لیڈران کا شکر گزار ہوں، تمام معزز اراکین اسمبلی کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری رائے کی کبھی مخالفت نہیں کی اور جہاں کہیں مجھے رہنمائی کی ضرورت محسوس ہوئی، انہوں نے کھلے دل سے میری رہنمائی کی۔ میں حکومتی اراکین کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے کارروائی کے دوران میری طرف سے ہر قسم کی سختی برداشت کی۔ ان پانچ سالوں کے عرصے میں میں نے کھلے دل سے پریس اور الیکٹرانک میڈیا کے نمائندوں کو اسمبلی اجلاس کے دوران ہر قسم کی سہولیات باہم پہنچانے کی کوشش کی ہے اور جگہ کی کمی کے باوجود اجلاس میں زیادہ سے زیادہ کوریج کرنے کا موقع فراہم کیا اور اس صوبے کے تشخص کو انہوں نے جس انداز سے اجاگر کیا ہے، میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے ہر موقع پر مجھے اور اسمبلی سیکرٹریٹ کو ہر قسم کا تعاون فراہم کیا۔ اس عرصے میں اسمبلی سیکرٹریٹ کے ملازمین کو ایک بردارانہ ماحول فراہم کیا اور میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ اسمبلی سٹاف کے مسائل کو حتی المقدور حل کر سکوں اور اس میں ہر عہدے کے ملازم کے مسئلے کو اپنی استعداد کے مطابق حل کیا۔ یہاں پر میں اسمبلی ملازمین کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے ہر موقع پر میرے ساتھ تعاون کیا جس پر میں اپنے فرائض منصبی احسن طریقے سے انجام دیتا رہا۔

معزز اراکین! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ کل ٹی وی پر ایک پٹی غالباً وزیر اطلاعات کی طرف سے چل رہی تھی اور ایک پریس کانفرس بھی ہوئی ہے جو کہ ریکارڈ پر ہے کہ شاید اے پی ڈی ایم کے فیصلے میں سب سے بڑا رکاوٹ میں ہوں اور یا میرا عہدہ ہے لیکن جس طرح وزیر اعلیٰ صاحب نے اے پی ڈی ایم کے اجلاس کا حوالہ دیا کہ اے پی ڈی ایم کے پلیٹ فارم پر فیصلہ ہوا تھا کہ سپیکرز جو ہیں، وہ فی الحال استعفیٰ نہیں دیں گے اور اس کی ایک وجہ تھی۔ وجہ یہ ہے کہ اگر Dissolution کا مرحلہ مشکل ہوتا ہوا نظر آئے تو استعفوں کی آپشن موجود تھی تو پھر اس کے کے لئے کورم جو تھا، وہ موجود نہیں تھا تو یہی ایک وجہ تھی ورنہ اے پی ڈی ایم اور ہمارے قائدین نے جو بھی فیصلہ کیا تھا، اللہ کی طرف سے اور ان کی مہربانیوں کی وجہ سے یہ امانت ان کی طرف سے ہمیں ودیعت کی ہوئی تھی اور خدا گواہ ہے کہ اپنی حیثیت اور فہم وفراصت کے مطابق ہم نے حتی المقدور کوشش کی ہے تو کل ہماری صوبائی مجلس عاملہ کا اجلاس ہوا اور اس اجلاس میں مجھے تاکید کی گئی ہے کہ میں بحیثیت سپیکر اپنے فرائض سے سبکدوش ہو جاؤں۔ لہذا اس فیصلے کے مطابق میں آج اس نشست کے اختتام پر اپنا استعفیٰ گورنر صوبہ سرحد کو پیش کروں گا۔ میں آخر میں آپ سب کا شکر گزار ہوں اور میرے استعفیٰ کا متن جو ہے، وہ میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔۔۔۔۔۔

<u>جناب عبدالاکبر خان:</u> جناب سپیکر! آپ اس پر کچھ بات کریں گے، آپ اپنا متن پڑھ کر سنائیں لیکن ہم اسے Discuss کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> کچھ بات کرنا چاہتے ہیں؟

<u>جناب عبدالاکبر خان:</u> جی ہاں۔

<u>جناب سپیکر:</u> پھر تو آپ بات کرلیں کیونکہ۔۔۔۔۔

<u>جناب عبدالاکبر خان:</u> جناب سپیکر! یقیناً کہ اس اسمبلی میں اپنے پانچ سال پورے کرنے کو ہے اور Irrespective کہ ہم اپوزیشن میں ہیں اور گورنمنٹ سے ہماری شکایات ہیں یا نہیں ہیں اور جو باتیں ہم نے اسمبلی کے فلور پر اپوزیشن کے ممبر ہونے کی حیثیت سے کی ہیں، اس سے ہٹ کے آج جناب سپیکر، میں اس چیز کی طرف اس معزز ایوان، اس صوبے اور پاکستانی عوام کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آج یہ کیا ہو گیا ہے ہمارے صوبے کو؟ ہمارے صوبے کی جو اپنی روایات تھیں، جو کلچر تھا اس صوبائی اسمبلی کا، اسے کیا ہو رہا

ہے؟ جناب سپیکر! آپ جب یہاں پر Elect ہوئے اور ہم سب نے اگرچہ آپ کی مخالفت کی تھی اور Candidate بھی کھڑا کیا تھا لیکن ہم سب نے، اپوزیشن نے آپ کو تعاون کا یقین دلانے کا اعلان کیا تھا اور ہر پارلیمانی پارٹی نے آپ کو تعاون کا یقین دلانے کا اعلان کیا تھا اور ہر پارلیمنٹری پارٹی نے آپ کو تعاون کا یقین دلایا تھا اور ان پانچ سالوں کے دوران، جیسا کہ آپ نے خود کہا، ہماری کوشش رہی کہ آپ سے تعاون کریں لیکن جناب سپیکر، آپ ایک سیاسی جماعت کے سپیکر نہیں ہیں، آپ بے شک اس سیاسی جماعت کے ممبر ضرور ہوں گے، آپ بے شک اس سیاسی جماعت سے تعلق رکھتے ضرور ہوں گے لیکن آپ اس وقت اس کرسی پر بیٹھتے ہوئے صرف اس جماعت کے نہیں رہے کہ آپ اسی جماعت کے فیصلے کو مان لیں۔ جناب سپیکر! آپ ایک ایسا قدم اٹھا رہے ہیں، آپ کی پارٹی ایک ایسا قدم اٹھا رہی ہے کہ میں کہتا ہوں کہ اس صوبے کی جو جمہوری تاریخ ہے، جو گزشتہ بھی تھی اور جو آئندہ بھی رہے گی، اس میں ایسا کبھی نہیں ہوا ہو گا جناب سپیکر۔ سپیکر کی پوسٹ ایک Constitutional post ہوتی ہے، سپیکر کی پوسٹ ایک منسٹر کی پوسٹ نہیں ہوتی، ایک چیف منسٹر کی پوسٹ نہیں ہوتی، ایک ایم پی اے کی پوسٹ نہیں ہوتی، سپیکر کی پوسٹ ایک Constitutional post ہوتی ہے اور یہ Trichotomy of powers کی ساری Institutions میں واحد Institution ہے جناب سپیکر، اسمبلی کہ جہاں پر آپ کو ڈپٹی سپیکر کی پوسٹ ملے گی۔ آپ کو Judiciary میں ڈپٹی چیف جسٹس نہیں ملتا، آپ کو پریذیڈنٹ کا ڈپٹی پریذیڈنٹ نہیں ملتا، آپ کو ایکٹنگ پریذیڈنٹ ملے گا، ایکٹنگ چیف جسٹس ملے گا لیکن آپ کو ایکٹنگ سپیکر نہیں ملے گا۔ آپ کے ساتھ ڈپٹی سپیکر کی پوسٹ ہوتی ہے جناب سپیکر، اور وہ اس لئے ہوتی ہے جناب سپیکر، کہ Constitution میں کسی اور Institution کے لئے ڈپٹی کی پوسٹ نہیں ہے۔ یہ سپیکر کے لئے اسی لئے ہے کہ اس کی Continuity رہے کہ یہ Continue کرے۔ ایک سیکنڈ کے لئے بھی سپیکر کی پوسٹ خالی نہیں ہو سکتی جناب سپیکر۔ اور اسی لئے آئین نے یہ قرار دیا ہے کہ سپیکر اس وقت تک سپیکر کا عہدہ سنبھالے گا کہ جب تک دوسرا نیا سپیکر نہیں آئے گا اور وہ اس سپیکر کو اوتھ نہیں دے گا، اس وقت تک سپیکر کا عہدہ خالی نہیں ہو سکتا جناب سپیکر۔ یہاں پر ہمارے صوبے میں بے شک جب مارشل لاء کی حکومت آئی، جب آئین کو Abrogate کیا گیا، Suspend کیا گیا تو جب آئین ہی نہیں تھا تو آئینی پوسٹیں کدھر

ہو تیں، آئینی Institutions کدھر ہو تیں؟ لیکن جناب سپیکر، مجھے ایک واقعہ اس سارے Country کی ساٹھ سال کی تاریخ میں بتائیں یا مجھے کسی اور جمہوری ملک کا کوئی ایک واقعہ بتائیں کہ جہاں پر سپیکر اسمبلی کا نہ ہو، جب جمہوریت ہو، جب Democracy ہو اور اس میں سپیکر کی پوسٹ نہ ہو۔ جناب سپیکر! اسی لئے میں نے میرے خیال میں جون میں یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا کہ یہ اسمبلی Incomplete ہے کیونکہ اس میں ڈپٹی سپیکر نہیں ہے اور یہ اسمبلی چل نہیں سکتی جب تک اس میں ڈپٹی سپیکر نہ ہو اور آپ نے اس میں Ruling reserve کیا تھا۔ آپ نے کہا تھا کہ میں اس پر Ruling reserve کرتا ہوں۔ ابھی تقریباً اس کے چار مہینے ہو گئے ہیں، چار مہینے میں وہ رولنگ بھی نہیں آئی لیکن رولنگ کے علاوہ ابھی تک ڈپٹی سپیکر کی پوسٹ نہیں ہے۔ آپ Resignation دیں گے، آپ ہمیں بتائیں کہ یہ اس اسمبلی کی میعاد تو نومبر تک ہے، یہ اسمبلی چلے گی کیسے، یہ Institution چلے گی کیسے، اس Institution کی کیا حالت ہو گی اور Even اگر یہ Assembly dissolve بھی ہو گئی تو اس کے بعد پھر اس Institution کا کیا ہو گا، جناب سپیکر؟ ہم سمجھتے ہیں کہ آپ کو جماعت اسلامی نے سپیکر نہیں بنایا، آپ جماعت اسلامی کے سپیکر نہیں تھے، آپ جماعت کے ممبر نہیں ہیں۔ آپ کو انہوں نے، اگر مجلس عاملہ نے فیصلہ کیا ہے تو اگر آپ ممبر ہوتے، تو بے شک آپ استعفیٰ دیتے جس طرح کہ آپ کے اور ممبروں نے استعفیٰ دیا۔ اگر منسٹر ہوتے، بے شک آپ استعفیٰ دیتے کیونکہ آپ اس کے ممبر تھے لیکن یہاں پر آپ اس ہاؤس کے Elected Speaker ہیں، اگر آپ استعفیٰ دے دیں تو آپ ہمیں بتا دیں کہ آپ کونسی تاریخ رقم کر رہے ہیں؟ آئندہ کا مورخ کیا لکھے گا جناب سپیکر! اس اسمبلی کے متعلق؟ یہ واحد اسمبلی ہو گی، یہ واحد اسمبلی ہو گی کہ باوجود اس کے کہ آئین بحال ہے، باوجود اس کے کہ So called Institutions بحال ہیں لیکن جناب سپیکر، یہ واحد اسمبلی ہو گی اس ملک میں اور ساٹھ سال کی تاریخ میں واحد اسمبلی ہو گی جناب سپیکر، جو کہ بغیر سپیکر کے چلے گی۔ ہم تو حیران ہیں یا تو آپ ہمیں ڈپٹی سپیکر دے دیں یا تو پھر آپ ڈپٹی سپیکر کا الیکشن کرا کے ہمیں ڈپٹی سپیکر دے دیں، ٹھیک ہے کہ اگر آپ پارٹی سے اتنے مجبور ہیں، میں نہیں سمجھتا کہ آپ کی پارٹی نے آپ کو کیوں یہ ہدایت دی؟ میں نہیں سمجھتا کہ آپ کی پارٹی کی مجلس عاملہ نے یہ کیوں آپ سے کہا کہ آپ سپیکر کی پوسٹ چھوڑ دیں؟ جناب سپیکر! وہ رولنگ جو آپ نے نہیں سنائی، اس

لئے میں سمجھتا ہوں جناب سپیکر، کہ اس صوبے کی خاطر، اس اسمبلی کی خاطر آپ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کریں۔ جناب سپیکر! آئندہ نسلیں جب اس اسمبلی کی Proceedings کو پڑھیں گی تو وہ کیا سمجھیں گے کہ یہ کونسی اسمبلی تھی کہ اس کا سپیکر بھی اس کو چھوڑ کے چلا گیا جناب سپیکر! تھینک یو۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: جی۔

جناب اکرام اللہ شاہد: جناب سپیکرا! ځنګه چې زمونږ ورور عبد الاکبر خان د آئین حواله ورکړه جی، دغه سلسله کښې زه د دوئ په تائید کښې دا وایم جی چې د سپیکر عهده چې کومه ده، دا چې کله هغه منتخب۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ایک طرف آئین ہو۔۔۔۔۔

جناب اکرام اللہ شاہد: میں اس پر آرہا ہوں سر۔ چې کله سر، یو ایم پی اے سپیکر یا ډپټی سپیکر منتخب شی، د هغه د خپلې سیاسی پارټئ سره وابستګی ختمه شی په دې وجه چې دا سپیکر د اسمبلئ کستوډین وی او د دوانړو طرف مشر وی او په دې وجه باندې د سپیکر او د ډپټی سپیکر انتخاب په خفیه ووټ باندې کیږی د دې د پاره چې په ممبرانو کښې هغه اختلاف را نشی۔ نو د دې وجې نه دا ستاسو دا پوسټ چې کوم دے، دا ستاسو نه دے، نه دا ستاسو د پارټئ دے۔ دا زمونږه د قوم، د صوبه سرحد د دوو کروړو عوامو تاسو سره یو امانت دے، دا تاسو باندې یوه ذمه داری ده او ځنګه چې عبدالاکبر خان اووئیل که تاسو دا سیټ پریښودو، استعفیٰ مو ورکړه نو یو خو دا ده چې تاسو دا د دې اسمبلئ سره، د دې قوم سره، د دې صوبې سره، د دې عوامو سره بالکل ناانصافی اوکړه او دا دغه چې کوم دے، د آمریت په لاس باندې پریښنوده۔ دویمه خبره دا ده چې ستاسو خلاف چونکه په دې ټائم کښې د عدم اعتماد تحریک پیش شوے وو، اګرچه هغه Invalid وو، هغه Null and void شوے دے خو خلق به دا وائی چې سپیکر صاحب راه فرار اختیار کړه، اوتختیدو۔ زمونږ د ټولو، د صوبې د منتخبې اسمبلئ د اکثریت اعتماد الحمد لله تاسو ته حاصل دے۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہی تو میرا سب سے بڑا اعزاز ہے۔

جناب اکرام اللہ شاہد: او، تاسو تہ حاصل دے او مونږہ ټول تاسو تہ ریکویسټ کوؤ۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب اکرام اللہ شاہد: یو منټ سر، یو منټ سر۔ مونږ ټول تاسو تہ استدعا کوؤ چې تاسو دا خپلہ فیصلہ واپس واخلئ جی او پہ دې کرسئ باندې بہ ان شاء اللہ تاسو ترھغې پورې یئ چې ترڅو پورې اللہ تعالیٰ تہ منظورہ وی۔

جناب وجیہہ الزمان خان: جناب سپیکر! ہم سب عبدالاکبر خان صاحب اور اکرام اللہ شاہد صاحب سے اتفاق کرتے ہیں کہ یہ قانونی اور آئینی جو روایات ہیں، تو ان پہ خلل نہیں آنا چاہیئے، ان کو برقرار رہنا چاہیئے اور جب تک نئے سپیکر نہیں آتے تو مہربانی فرما کر آپ دوبارہ نظر ثانی کریں۔ تھینک یو۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان (قائد حزب اختلاف): تھینک یو سر۔ Technicalities تو بیان کر دیں عبدالاکبر خان صاحب نے۔ سر، اس سے پہلے کہ میں استدعا کروں آپ کو کہ آپ اپنی کرسی نہ چھوڑیں، میں چند ایک باتیں کرنا چاہوں گا سر۔ سر، اس ہاؤس کو آپ نے بڑی خوش اسلوبی سے چلایا، اس ہاؤس میں ہم مختلف الخیال سیاسی جماعتوں کے اور گروپس کے لوگ تھے، ہم میں کئی دفعہ ایسی ہم آہنگی کسی موقع پہ نہیں بھی پائی جاتی تھی لیکن آپ کی وجہ سے اللہ کے فضل و کرم سے ہم ایک دوسرے کے قریب رہے، ایک دوسرے کو سمجھنے کی ہم میں صلاحیت آئی اور آج جبکہ اب آخر ہے سب چیز کا، آج بھی ایک Unpleasantness آپ کی بردباری اور آپ کی وجہ سے خدا کے فضل و کرم سے Subside ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں سر، کہ سپیکر، وہ سپیکر جو کہ دونوں اطراف کو قابل قبول ہو، جس پہ دونوں اطراف کا اعتماد اتنا عرصہ رہا ہو اور جس کی وجہ سے ہاؤس میں ہم آہنگی پائی جاتی ہو تو اسے کسی صورت بھی اس عہدے سے ہٹنا نہیں چاہیئے۔ یہ تو ایک تسلسل ہے جمہوریت کا سر، جیسا کہ کہا گیا۔ یہ تو ایک Continuity ہے، اس میں اگر جیسے ڈپٹی سپیکر بھی نہیں ہے، یہ ایک خلا پیدا ہو گا۔ اسمبلی میں ایسا پہلے کبھی ہوا نہیں ہے۔ میری آپ سے یہ استدعا ہو گی سر، اور ہم سب، میں اپوزیشن کی طرف سے یہ استدعا کروں گا کہ جماعت اسلامی کو بھی اس فیصلے کو Review کرنا چاہیئے اور آپ کو اجازت دینی چاہیئے کہ آپ اسمبلی کی Continuity کو

قائم رکھیں۔ اور دوسرا سر، میں یہاں یہ کہوں گا کہ حکومت بھی رہی، ہم اپوزیشن میں رہے، جہاں حکومت ہوتی ہے، وہاں پہ کچھ تجاوزات بھی ہوتی ہیں، کچھ ایک دوسرے سے شکایات بھی ہوتی ہیں، مجموعی طور پہ اللہ کے فضل و کرم سے ہمارے پانچ سال جو ہیں، وہ ٹھیک گزرے۔ ٹھیک ہے ہماری کچھ تلخیاں بھی ہوں گی، کچھ زیادتیاں بھی ہوں گی ایک دوسرے کے ساتھ لیکن ہاؤس نے اپنا Tenure بخوبی کمپلیٹ کیا اور اس کا کریڈٹ، میں سمجھتا ہوں آپ کو جاتا ہے اور ہماری اس استدعا کو ویسے نہ جانے دیا جائے سر۔ جماعت اسلامی کو ہاؤس کے فیصلے کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنا فیصلہ Review کرنا چاہیئے اور آپ کو اس کرسی کو نہیں چھوڑنا چاہیئے۔

<u>جناب عبدالاکبر خان:</u> جناب سپیکر! میں اس میں ایک بات Add کروں۔ جناب سپیکر! اخباروں میں بھی آیا ہے کہ آپ کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کی گئی ہے۔ اب جناب سپیکر، آپ یہ دیکھیں، یہ چھوٹی چیزیں ہیں لیکن یہ آئندہ کے لئے بڑا کام کریں گی۔ اب اگر آپ اس وقت استعفیٰ دیتے ہیں بغیر Vote of no confidence کا موشن جو 100% defeat ہوگا، میں سمجھتا ہوں کہ 63 ممبران کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ اگر اس طرف سر،۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

<u>جناب عبدالاکبر خان:</u> نہیں سر، نہیں سر، میری ریکویسٹ ہے سر، میری ریکویسٹ ہے سر۔ میرا مقصد یہ ہے، نہیں میرا مقصد یہ ہے۔ سر، جناب سپیکر، نہیں جناب سپیکر، میں کہتا ہوں، نہیں سر، نہیں، نہیں، نہیں سر، میرا مقصد یہ نہیں تھا۔ نہیں، میرا مقصد یہ نہیں تھا، سر۔ میرا مقصد یہ ہے کہ آئندہ کا مورخ جب اس کی تاریخ لکھے گا تو وہ Definitely اس بات کو Mention کرے گا کہ وہ سپیکر جس نے Resign کیا، اس کے خلاف Vote of no confidence کا موشن، ریزولیوشن اسمبلی میں آیا۔ وزیراعلیٰ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، میں ریکویسٹ کرتا ہوں کہ اس اسمبلی کی خاطر، اس اسمبلی کا جو ایک مہینہ اور پانچ سال گزر گئے ہیں، اس کی خاطر اپنا Vote of no confidence کم از کم اس چیئر کے خلاف جس کو آپ لوگوں نے ووٹ دیا، جو آپ کے ووٹوں سے منتخب ہوا، جس کے مقابلے میں تو ہم نے اپنا امیدوار کھڑا کیا تھا اور آپ کی پارٹی کا اور آپ کے الائنس کا آدمی تھا، خدا کے لئے واپس لے لیں تاکہ یہ چیز خراب نہ ہو جائے۔

(قطع کلامیاں)

<u>جناب سپیکر:</u> مجھے مجبور نہ کریں۔ یہ میرا اخلاقی جواز نہیں بنتا۔ لہذا میں نے۔۔۔۔۔

<u>جناب اکرام اللہ شاہد:</u> جناب سپیکر!

<u>جناب سپیکر:</u> بالکل، میں اس میں بالکل، میری پارٹی نے فیصلہ کیا ہے اور میرے لئے۔۔۔۔۔

<u>جناب اکرام اللہ شاہد:</u> سپیکر صاحب! تاسو استعفیٰ نه شئ ورکولې۔

<u>جناب عبدالاکبر خان:</u> تاسو د خپلې پارټۍ سپیکر خو نه یئ، دا تاسو څه وایئ؟ دا خو لوئے ظلم دے د دې اسمبلۍ سره۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

<u>جناب سپیکر:</u> ٹھیک ہے بس، آرڈر پلیز۔۔۔۔۔

<u>جناب زرگل:</u> سپیکر صاحب! مونږ ریکویسټ کوؤ او دا خو تاسو هغه ثابت کوئ چې کوم هغوی وئیلی وو چې قاضی صاحب د د گورباچوف کردار نه کوی۔ دا خو تاسو هغه طرف ته روان یئ، دا هر څه ماتوئ۔

<u>Mr. Speaker</u>: Order please.

<u>جناب زرگل:</u> پلیز، په دې خبره باندې تاسو نظرثانی اوکړئ۔

<u>Mr. Speaker</u>: "In exercise of the power conferred by clause (3) of Article 54 read with article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Bakht Jehan Khan, Speaker Provincial Assembly of North-West Frontier Province, do hereby order that the Provincial Assembly of the North-West Frontier Province shall stand prorogued on 08th October 2007 till such date as shall here-after be fixed by the competent authority."

اس فرمان کی رو سے میں اجلاس کو غیر معینہ مدت تک کے لئے ملتوی کرتا ہوں۔ شکریہ۔

(اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک کے لئے ملتوی ہو گیا)